تصحیح العقیدۃ فی باب امیر المعاویۃ

ترتیب

حضرت مولانا شاہ سید حسین حیدر حسینی مارہروی

ترجمہ

مولانا شاہ حسین گردیزی چشتی

پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للّٰہ الکریم الوھاب. والصلوٰۃ والسلام علی من اوتی فصل الخطاب، سیدنا ومولانا محمد الشافع المشفع یوم الحساب وعلی آلہ خیر آل و صحابہ خیر اصحاب وعلی سائر الاولیاء والاحباب.

سبب تالیف

جناب رسالت مآب ﷺ کے تمام صحابہ کرام کی تعظیم وتکریم دین متین کے فرائض و واجبات سے ہے اوران کے بارے میں خیر کے بغیر کف لسان شرع مبین کے لوازمات سے ہے کیونکہ صحابہ کرام کی فضیلت سرورانام ﷺ کی احادیث اور خداوند ذوالجلال کی کتاب کی آیات سے ثابت ہے وہ اخبارمورخین جوسوءاعتقاد کی بنیاد ہیں بعض جاہل راویوں اور لعین رافضیوں سے منقول ہیں جن کے باطل ہونے میں کوئی کلام نہیں۔اس کے باوجود کچھ لوگ ایسے ہیں جومذہب اہل سنت وجماعت کے اعتقاد کا دعویٰ کرتے ہیں لیکن ان کوبعض صحابہ کرام سے سوءعقیدت ہی نہیں بلکہ اُن کے بارے میں استخفاف واہانت آمیز کلمات استعمال کرتے ہیں اس لئے میں نے صرف دین کے درداور محبت ایمانی کی بناپر یہ مسئلہ علماءاہل سنت کی خدمت میں پیش کیا اوراُن سے جواب لے کرافادۂ عام کے لئے اسے طبع کرایا۔اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو بہترتوفیق عطافرمائے اوراس کارخیر کاثواب اس فقیرحقیر کوعطافرمائے (آمین)اوراس رسالے کانام ”**تصحیح العقیدۃ فی باب امیر المعاویۃ**“ رکھتاہوں اورناظرین سے اُمیدرکھتاہوں کہ وہ دعائے خیرمیں یادرکھیں گےاور غلطی وخطاسے درگزرفرمائیں گے۔

وما توفیقی الا باللّٰہ العلی العظیم

فقط

فقیرسید حسین حیدرحسینی قادری برکاتی مارہروی

استفتاء

سوال : جمہور محققین اہل سنت و جماعت کے مذہب مختار میں محاربین عہد خلافت جناب مرتضوی پر علی الاطلاق حکم کفر صحیح ہے یا نہیں؟

حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت معاویہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی تعظیم وتکریم کرنا یعنی لفظ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کے لئے لازم ہے یا طعن وتحقیر سے یاد کرنا اور کوئی شخص اِن حضرات کی تحقیر سے اہل سنت سے خارج ہوتا ہے یا نہیں؟

الجواب :

محاربین کے تین گروہ - جمہور محققین اہل سنت کے مذہبِ مختار میں جیسا کہ عقائد، احادیث اور اصول کی کتب معتمدہ سے ثابت ہے خاتم الخلفاء الراشدین حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے محاربین کے تین گروہ تھے جو کہ اس فتنے میں شامل تھے ان میں سے کسی بھی گروہ کو کافر نہیں کہا جا سکتا۔ بہر حال ان تین گروہوں میں فرق یہ ہے کہ جنگ جمل کے محاربین کے سربراہ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما تھے جو کہ عشرہ مبشرہ سے ہیں اور حضور علیہ السلام کی زوجۂ محبوبہ اُم المومنین عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں، ان کی غرض جدال وقتال نہ تھی بلکہ مسلمانوں کے حال کی اصلاح پیشِ نظر تھی لیکن اچانک جنگ چھڑ گئی، ان تینوں حضرات کا رجوع معتمد روایات سے ثابت ہے باوجود اس کے کہ خطائے اجتہادی ایک ثواب کی مستوجب ہے پھر بھی ان حضرات نے رجوع کیا تو اب جب ان حضرات نے رجوع کر لیا تو ان پر لفظ باغی کا اطلاق حقیقتاً درست نہیں ہے۔ جنگ صفین کے محاربین کے سربراہ حضرت معاویہ اور عمرو بن عاص ہیں (۱)۔ یہ دونوں حضرات بھی صحابہ کرام میں سے ہیں یہ بھی اشتباہ میں پڑے اور اپنی غلطی سے بار بار قتل وقتال پر اصرار کرتے رہے اس گروہ نے بھی خطا اجتہاد کی وجہ سے کی لیکن ان کی خطا واجب الانکار ہے۔

۱۔ امام عسقلانی اسماء الرجال کی معتبر کتاب ہے تقریب التہذیب میں فرماتے ہیں ''عمرو بن عاص بن وائل مشہور صحابی ہیں۔ صلح حدیبیہ والے سال مسلمان ہوئے۔ دو بار مصر کے حاکم بنائے گئے، آپ ہی نے مصر فتح کیا اور وہیں انتقال فرمایا''۔

صحابہ پر لفظ باغی کا اطلاق : ان حضرات پر لفظ باغی کے اطلاق کے بارے میں اختلاف ہے۔ صحیح قول یہی ہے کہ ان حضرات پر لفظ باغی کا اطلاق درست ہے لیکن جمہور اہل سنت کے مذہب میں ان کی تعظیم وتکریم شرف صحابیت کی وجہ سے ضروری و لازمی ہے اس لئے شرعاً وہ بغاوت وخطا جو عمداً واقع نہ ہوئی ہو فسق وعصیان کو مستلزم نہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد گرامی **رُفع عن امتی الخطاء و النسیان** (میری اُمت سے خطا ونسیان کو اُٹھا لیا گیا ہے) اس پر شاہد ہے اور صحابہ کرام کی خطائیں معاف ہیں کیونکہ یہ حضرات نہ تو معصوم ہیں اور نہ ہی معذور بلکہ عنداللہ ماجور ہیں، اس خطا کی وجہ سے ان کی شان میں بے ادبی کرنا اور ان کی تعظیم وتکریم سے رُکنا اہل سنت سے خارج ہونا ہے اور مذہب اہل سنت میں یہ ہے کہ حضرت علی فرماتے ہیں کہ **اخوانـنا بغوا علینا** (ہمارے بھائیوں نے ہم پر بغاوت کی) اس سے زیادہ طعن جناب مرتضوی پر طعن ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیل احیاء العلوم، یواقیت، شرح فقہ اکبر، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، مجمع البحار، صواعق محرقہ اور شفا قاضی عیاض میں دیکھنا چاہیے۔

اور وہ جو متاخرین شیعہ وسنی کی بعض کتب مناظرہ میں آتا ہے ان کی بنا تاریخی واقعات اور مبہم ومجمل الفاظ ہیں جنھیں تسلیم وتنزل کے طور پر سلف کی تصریحات عقائد کے خلاف لکھا گیا ہے اور ان پر اعتقاد کا مدار نہیں ہے۔ جمہور محققین حضرات صوفیہ، محدثین، فقہا اور متکلمین کا مذہب مختار یہی ہے اور اس کا انکار کھلی گمراہی ہے۔

ائمہ دین کے اقوال : یہاں پر بعض ائمہ دین کے اقوال اختصار کے ساتھ نقل کیے جاتے ہیں امام عسقلانی تقریب التہذیب میں حضرت معاویہ پر کلام کرتے ہوئے حضرت ابوسفیان کے بارے میں فرماتے ہیں:

ابـن صـخر بن حرب بن امیة ابن عبدالشمس ابن عبد مناف الامـوی ابو سفیان صحابی شهیر اسلم عام الفتح وفات سنة اثنین و ثلاثین.

ابوسفیان بن صخر بن حرب بن اُمیہ بن عبدالشمس بن عبد مناف الاموی ابو

سفیان مشہور صحابی ہیں، فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے۔ ۳۲ھ میں انتقال فرمایا۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کاتبوں کے ذیل میں حضرت ابوسفیان کے متعلق فرماتے ہیں:

اسلم فی الفتح و کان من المؤلفة ثم حسن اسلامه و روی عن النبی ﷺ وعنه ابنه معاویة و ابن عباس

فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے پہلے مولفۃ القلوب میں سے تھے پھر بہترین مسلمان ہوگئے، احادیث رسول ﷺ کی روایت کرتے ہیں، اور آپ سے آپ کے بیٹے حضرت معاویہ اور حضرت ابن عباس نے روایت کی ہے۔

اور اسی میں ہے کہ:

معاویة بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیة الاموی ابو عبدالرحمن الخلیفة صحابی اسلم قبل الفتح و کتب الوحی ومات فی رجب سنة ستین وقد قارب الثمانین.

معاویہ بن ابی سفیان بن صخر بن حرب بن امیۃ الاموی ابوعبدالرحمٰن الخلیفہ صحابی تھے۔ فتح مکہ والے سال مسلمان ہوئے، کاتبِ وحی بھی رہے۔ ۶۰ھ ماہ رجب میں انتقال فرمایا تقریباً اسّی سال عمر تھی۔

امام بخاری نے اپنی صحیح میں لکھا کہ:

عن ابن ابی ملیکة قال اوترمعاویة رضی اللّٰه عنه بعد العشاء برکعة وعنده مولی لابن عباس فاتی ابن عباس فقال ای ابن عباس دعه فانه قد صحب رسول اللّٰه ﷺ.

حضرت ابن ابی ملیکہ سے مروی ہے کہ حضرت معاویہ نے عشاء کی نماز

کے بعد ایک رکعت وتر پڑھی۔ آپ کے پاس ابن عباس کے ایک غلام بھی موجود تھے جب حضرت ابن عباس تشریف لائے تو اُنھوں نے یہ بات آپ سے بیان کی، اس پر حضرت ابن عباس نے فرمایا ''انھیں چھوڑ یئے کہ یہ رسول اللہ ﷺ کے صحابی ہیں''۔

ایک دوسری روایت میں آیا ہے کہ حضرت ابن عباس نے فرمایا انه فقيه الحديث (یہ حدیث کی سمجھ رکھنے والے ہیں) تو اب صحیح بخاری کی روایت سے حضرت عبداللہ ابن عباس کے ارشاد کے مطابق آپ کا صحابی وفقیہ ہونا اور آپ پر اعتراض سے رُکنا ثابت ہو گیا۔ حجۃ الاسلام امام محمد غزالی قدس سرہٗ جو علماء ظاہر و باطن کے امام ہیں اپنی کتاب احیاء العلوم میں جو کہ فنِ تصوف میں اپنی نظیر نہیں رکھتی فرماتے ہیں کہ:

اعتقاد اهل السنة تزكية جميع الصحابة والثناء عليهم كما اثنى الله سبحانه تعالىٰ ورسوله ﷺ وما جرىٰ بين معاوية وعلى كان مبنياً على الاجتهاد

اہل سنت کا عقیدہ یہ ہے کہ تمام صحابہ کو پاک سمجھنا اور اُن کی ایسی تعریف و توصیف کرنی جیسے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے بیان کی ہے اور جو کچھ حضرت معاویہ اور حضرت علی کے درمیان ہوا وہ اجتہاد پر مبنی تھا۔

امام شعرانی نے اپنی کتاب ''الیواقیت والجواہر فی بیان عقائد الاکابر'' میں مشائخ کرام کے عقائد حضرت شیخ اکبر کے کلام سے خصوصاً اور دیگر اکابر طریقت کے اقوال سے عموماً جمع کئے ہیں، آپ اس میں آپ فرماتے ہیں:

المبحث الحادى والاربعون فى بيان وجوب الكف عما شجر بين الصحابة و وجوب اعتقاد انهم ما جورون وذلك لانهم كلهم عدول باتفاق اهل السنة سواء من لابس الفتن ومن لم يلابسها كل ذلك احساناً للظن بهم وحملهم فى

ذلک علی الاجتهاد فان تلک الامور مبناها علیه و کل مجتهد مصیب وان المصیب واحد والمخطی معذور ماجور قال ابن الانباری لیس المراد بعدالتهم ثبوت العصمة لهم وانما المراد قبول روایاتهم فی احکام دیننا من غیر تکلف بحث عن اثبات العدالة وطلب التزکیة ولم یثبت لناشی یقدح فی عدالتهم فنحن علی استصحاب ماکانوا علیه فی زمن رسول اللّٰه ﷺ حتی یثبت خلافه ولاالتفات الی ما یذکره بعض اهل السیر فان ذلک لایصح وان صح فله تاویل صحیح و کیف یجوز الطعن فی حملة دیننا فنحن لم یا تنا خبر عن نبینا ﷺ الا بواسطتهم فمن طعن فی الصحابة طعن فی نفس دینه فیجب سدالباب جملة لا بینهما الخوض فی معاویة وعمرو بن العاص و آخربها ولا یبتغی الاغترار بما نقله بعض الروافض من اهل البیت من کراهتهم فان مثل هذه المسئلة نزعها دقیق ولا یحکم فیها الا رسول اللّٰه ﷺ فانها مسئلة نزاع بین اولاده واصحابه رضی اللّٰه عنهم قال الکمال بن ابی شریف ولیس المراد بما شجر بین علی رضی اللّٰه تعالی عنه ومعاویة رضی اللّٰه عنه المنازعة فی الامارة کما توهمه بعضهم وانما المنازعة کانت بسبب تسلیم قتلة عثمان کان رای علی ان تاخیر تسلیمهم اصوب اذا المبادرة یؤدی الی اضطراب امرالامة ورای معاویة الی ان المبادرة للاقتصاص منهم اصوب فکل منهما مجتهد ماجور فهذا هوالمراد بما شجر بینهم .

اکتالیسویں بحث مشاجرات صحابہ میں خاموشی کے واجب ہونے کے بیان میں۔ اس بات کا اعتقاد رکھنا بھی واجب ہے کہ وہ عنداللہ ماجور ہیں اور باتفاق اہل سنت تمام صحابہ عادل و منصف ہیں جو ان فتنوں میں شریک ہوئے یا کنارہ کش رہے اوران کے تمام جھگڑوں کو اجتہاد پر محمول کیا جائے ورنہ ان کے بارے میں بُرے گمان کا حساب لیا جائے گا اس لئے کہ ان امور کا منشا ان حضرات پر عیب جوئی کرنا ہے اور یہ بات بھی ہے کہ ہر مجتہد مصیب دو اجر پائے گا اور مخطی معذور و ماجور ہوگا۔

ابن الانباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ان کی عدالت سے ان کی عصمت کا ثبوت مراد نہیں بلکہ اس سے مراد ان کے اثبات عدالت اور تقویٰ و پرہیز گاری کی بحث کے تکلف میں پڑے بغیر اپنے دین کے سلسلے میں ان کی روایات کو قبول کرنا ہے، اگر کوئی ایسی چیز ہمارے علم میں آئے جس سے صحابہ کی عدالت پر عیب لگ رہا ہو تو ہمیں چاہیے کہ ہم ان کی صحبت رسول کو یاد کریں اور بعض سیرت نگاروں نے جو لکھا ہے وہ قابل التفات نہیں ہے، اس لئے کہ وہ روایات صحیح نہیں ہیں اور اگر صحیح بھی ہوں تو ان کی معقول تاویل بھی ہوسکتی ہے۔

یہ مقام غور ہے کہ یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ ہم اپنے دین کے حاملین (یعنی رسول اللہ ﷺ سے دین لے کر ہم تک پہچانے والوں) پر طعن کریں۔ ہمیں رسول اللہ سے جو کچھ بھی ملا ان کے واسطے اور ذریعے سے ملا تو جس نے صحابہ کرام پر طعن و تشنیع کی گویا کہ اُس نے خود اپنے دین پر طعن و تشنیع کی۔ صرف حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں نہیں بلکہ تمام صحابہ کرام کے بارے میں زبان طعن و تشنیع دراز نہ کی جائے اور صحابہ کرام کی اہل بیت پر جو نکیر بعض روافض

سے منقول ہے اس کی طرف قطعاً توجہ نہ کی جائے کیونکہ ان حضرات کا یہ جھگڑا بڑا رقیق ہے اور یہ بھی ہے کہ یہ جھگڑا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد اور صحابہ کے مابین ہے اس لئے اس کا فیصلہ آپ ہی پر چھوڑ دیا جائے۔ علامہ کمال ابن ابی شریف فرماتے ہیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مابین اختلاف کا مقصد حکومت وامارت کا استحقاق نہیں تھا بلکہ اختلافِ منازعت کا سبب قتل عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قصاص کا تھا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ قصاص میں تاخیر کو زیادہ مناسب سمجھتے تھے اور ان کا خیال تھا جلدی سے حکومت میں انتشار و اضطراب پڑے گا اور حضرت معاویہ قصاص میں تعجیل زیادہ مناسب سمجھتے تھے۔ دونوں مجتہد عنداللہ ماجور ومثاب ہیں۔ ان دونوں بزرگوں کا منشاء اختلاف یہی تھا

غوث اعظم سیدنا الشیخ عبدالقادر جیلانی غنیۃ الطالبین میں فرماتے ہیں:

واما قتاله الطلحة والزبير وعائشة و معاوية رضوان اللّٰه تعالى عليهم اجمعين فقد نص الامام احمد رحمة اللّٰه تعالى عليه على الامساک عن ذلک وجميع ماشجر بينهم من منازعة ومنافرة و خصومة لان اللّٰه تعالىٰ يزيل ذلک من بينهم يوم القيامة كما قال عزمن قائل و نزعنا ما فى صدورهم من غل اخوانا على سررمتقابلين ولان عليا رضى اللّٰه عنه كان على الحق فى قتاله لانه كان يعتقد صحة امامته على مابينا من اتفاق اهل الحل والعقد من الصحابة رضى اللّٰه عنهم على امامته وخلافته فمن خرج عن ذلک وناصبهٖ حربا كان باغيا خارجاً على الامام فجاز قتاله ومن قاتله من

معاوية وطلحة والزبير رضى اللّٰه عنهم طلبوا ثأر عثمان بن عفان رضى اللّٰه عنه خليفة حق المقتول ظلماً والذين قتلوه كانوا فى عسكر على رضى اللّٰه عنه فكل ذهب الى تاويل صحيح فاحسن احوالنا الامساك فى ذلك وامرهم الى اللّٰه عزوجل وهواحكم الحاكمين وخيرالفاصلين والاشتغال بعيوب انفسنا وتطهير قلوبنا من امهات الذنوب وظواهرنا من موبقات الامور واما خلافة معاوية بن ابى سفيان رضى اللّٰه عنه فثابتة صحيحة بعد موت على رضى اللّٰه تعالى عنه وبعد خلع الحسن بن على نفسه من الخلافة وتسليمها الى معاوية رضى اللّٰه عنه لراى راه الحسن رضى اللّٰه عنه ومصلحة عامة تحققت له وهى حقن دماء المسلمين وتحقيق لقول النبى ﷺ فى الحسن رضى اللّٰه عنه ابنى هذا سيد يصلح اللّٰه بين فئتين عظيمتين من المسلمين فوجبت امامته بعقد الحسن له فسمى عامه عام الجماعة لارتفاع الخلاف بين الجميع واتباع الكل لمعاوية لأنه لم يكن هناك منازع ثالث فى الخلافة وخلافة مذكورة فى قول النبى ﷺ وهو ماروى عن النبى ﷺ تدور رحى الاسلام خمساوثلثين سنة او ستا و ثلثين او سبعًا وثلاثين والمراد بالرحى فى هذا الحديث القوة فى الدين والخمس سنين الفاضلة عن الثلاثين فهو من جملة خلافة معاوية الى تمام تسعة عشرة سنة وشهور لان الثلاثين كملت لعلى رضى اللّٰه عنه على ما بينا.

امام احمد بن حنبل نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے مابین جھگڑوں، نفرتوں اور دشمنی پر کف لسان کی تفصیل فرمائی ہے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کو ان باتوں سے قیامت کے دن پاک فرمادے گا جیسا کہ اس کا ارشاد گرامی ہے:

ونزعنا ما فی صدورھم من غل اخوانا علی سرر متقابلین

(اور جو کچھ ان کے دلوں میں کینہ ہوگا اُسے ہم دور کریں گے۔ بھائی بھائی کی طرح آمنے سامنے تختوں پر رہیں گے) اس جنگ میں حضرت علی حق پر تھے کیونکہ وہ خود اپنی امامت کی صحت کا اعتقاد رکھتے تھے اور ان کی خلافت و امامت پر صحابہ کرام میں اہل حل وعقد اتفاق فرما چکے تھے، اس کے بعد جس نے ان کی بیعت کا قلادہ اپنی گردن سے اُتارا وہ باغی اور امام پر خروج کرنے والا تھا۔ اس صورت میں اس کا قتل جائز تھا اور جن حضرات مثلاً حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ان سے جنگ کی وہ خلیفہ برحق حضرت عثمان ابن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قصاص طلب کر رہے تھے جن کو ظلماً قتل کیا گیا تھا جبکہ قاتل حضرت علی کے لشکر میں تھے۔ ان دونوں گروہ نے اپنی اپنی جگہ صحیح تاویل اختیار کی، ہمارے لئے اس معاملے میں سکوت سب سے بہتر ہے۔ ان حضرات کا معاملہ اللہ رب العزت کے سپرد ہے، وہ احکم الحاکمین اور بہتر فیصلہ کرنے والا ہے۔ ہمارے لئے عیوب سے نفس کی اور گناہوں سے دل کی تطہیر اور موبقات امور سے اپنے ظاہر کو پاک کرنے میں مشغول ہونا زیادہ بہتر ہے۔ اور رہی حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت تو وہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات

اور حضرت حسن کی خلافت سے دستبرداری اور حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سونپ دینے کے بعد ثابت و درست ہے۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ غور و فکر کے بعد مصلحت عامہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے خلافت حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سپرد کر کے مسلمانوں کو خوں ریزی سے بچا کر حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشن گوئی پر پورے اُتر آئے کیونکہ آپ ﷺ کا فرمان تھا کہ ''میرا یہ بیٹا سردار ہے، اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہوں میں صلح کرائے گا۔ حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی امامت واجب ہوگئی اور اس اتحاد و اتفاق والے سال کو ''عام الجماعت'' (اجتماع کا سال) کہا جانے لگا اس لئے کہ تمام لوگوں نے اختلاف ختم کر کے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ پر بیعت کر لی اور اس کے علاوہ کوئی تیسرا دعوے دار تھا بھی نہیں۔ خلافت کا ذکر احادیث مبارکہ میں بھی آتا ہے آپ ﷺ فرماتے ہیں کہ ''اسلام کی چکی ۳۵ یا ۳۶ یا ۳۷ سال گھومے گی'' اس حدیث میں چکی سے مراد دین میں قوت ہے اور تیس سے پانچ سال اور اس کے انیس سال حضرت معاویہ کے دور خلافت میں شامل ہیں کیونکہ تیس سال تک حضرت علی کی خلافت رہی۔

اسی کتاب میں مزید فرماتے ہیں:

اتفق اهل السنة على وجوب الكف فيما شجر بينهم والامساك عن مساويهم واظهار فضائلهم ومحاسنهم وتسليم امرهم الى الله عزوجل على ماكان وجرى اختلاف على وطلحة والزبير وعائشة ومعاوية رضوان الله عليهم اجمعين على ماقدمنا بيانه واعطاء كل ذى فضل فضله كما

قال اللّٰہ عزو جل و الذین جاوامن بعدھم یقولون ربنااغفرلنا ولاخواننا الذین سبقونا بالایمان ولا تجعل فی قلوبنا غلااللذین آمنوا ربنا انک رؤف رحیم و قال اللّٰہ تلک امة قد خلت لھا ما کسبت ولکم ما کسبتم ولا تسئلون عما کانوا یعملون.

اہل سنت اس پر متفق ہیں کہ صحابہ کرام کے آپس کے اختلافات اوران کی برائی سے خاموشی اختیار کرنا ضروری ہے اور ان کے فضائل و محاسن کا اظہار کرنا اوران کے تمام معاملات جیسے بھی تھے اللہ تعالیٰ کے سپرد کرنا ضروری ہے۔

حضرت علی، حضرت طلحہ، حضرت زبیر، حضرت عائشہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین کے اختلافات کے بارے میں پہلے بیان ہو چکا ہے اور ہر صاحبِ فضل کو اس نے حصہ عطا فرمایا ہے جیسا کہ قرآن پاک میں آتا ہے:

’’اور وہ لوگ جوان کے بعد آئے یہ دعا کرتے ہیں اے ہمارے رب ہم کو بخش دے اور ہمارے بھائیوں کو بھی جو ہم سے پہلے ایمان لا چکے ہیں اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کی طرف سے کینہ نہ ہونے دے، اے ہمارے رب تو بڑا شفیق ہے بڑا مہربان ہے‘‘۔

اور اللہ تعالیٰ ایک اور مقام پر ارشاد فرماتا ہے:

’’یہ ایک جماعت جو گزر چکی ان کا کیا ان کے سامنے آئے گا اور تمہارا کیا تمہارے سامنے آئے گا اور جو کچھ وہ کرتے رہے ان کی پوچھ گچھ تم سے نہ ہوگی‘‘۔

غنیۃ الطالبین میں حضور غوث اعظم نے اس سلسلے میں متعدد احادیث نقل فرمائی ہیں یہاں ہم ان میں سے کچھ نقل کر رہے ہیں:

حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اذا ذکر اصحابی فامسکوا

جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو اپنی زبانوں کو قابو میں رکھو۔

اور ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

و ایاکم و ما شجر بین اصحابی فلو انفق احدکم مثل احد ذهباً مابلغ مد احدهم و لا نصفه.

میرے صحابہ کے آپس کے اختلاف کے بارے میں خاموش رہو تم میں اگر کوئی اُحد پہاڑ جتنا سونا خرچ کر دے تو ان جیسا ثواب نہیں پا سکتا بلکہ اس کا نصف ثواب بھی حاصل نہیں کر سکتا۔

آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مزید ارشاد فرمایا:

لا تسبوا اصحابی فمن سبهم فعلیه لعنة اللّٰه.

میرے صحابہ کو دشنام (گالی) نہ دو جس نے میرے صحابہ کو دشنام دی اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں:

طوبیٰ لمن رأنی و من راٰی من راٰنی

اس آدمی کے لئے خوشخبری ہے جس نے مجھے دیکھا اور اس شخص کو دیکھا جس نے مجھے دیکھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ایک اور حدیث مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

ان اللّٰه عزوجل اختارنی و اختار لی اصحابی فجعلهم انصاری وجعلهم اصهاری و انه سیجي آخر الزمان قوم ینقصونهم الا فلا تواکلوهم الا فلا تشاربوهم الا فلا تناکحوهم الا فلا تصلوا معهم و لا تصلوا علیهم علیهم حلت اللعنة.

بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند کیا اور میرے لئے میرے صحابہ کو پس اُنھیں میرا مددگار اور رشتہ دار بنایا عنقریب آخری زمانے میں ایک قوم آئے گی جو ان حضرات کی تنقیص کرے گی۔خبردار ان کے ساتھ کھانا پینا نہ کرنا،خبردار ان کے ساتھ نکاح نہ کرنا،خبردار ان کے ساتھ نماز نہ پڑھنا اور نہ ان پر جنازہ پڑھنا،ان پر لعنت مسلط ہوگئی۔

حضرت جابر سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

لایدخل النار احد ممن بایع تحت الشجرة.

جن لوگوں نے (حدیبیہ کے مقام پر) درخت کے نیچے بیعت کی ہے ان میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں نہ جائے گا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

اطلع اللّٰہ علیٰ اھل بدر فقال اعملوا ماشئتم فقد غفرت لکم.

اللہ تعالیٰ اہل بدر پر متوجہ ہوا اور فرمایا میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے اب جو چاہو کرو۔

حضرت عبداللہ بن عمر بن الخطاب سے مروی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

اصحابی کالنجوم فبایھم اِقتدیتم اھتدیتم.

میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں تو تم نے ان میں سے جس کی بھی اقتدا کی ہدایت پاؤ گے۔

حضرت ابن بریدہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

من مات من اصحابی بارضٍ جعل شفیعاً لاھل تلک الارض.

میرا جو صحابی جس علاقے میں انتقال کرے گا وہاں کے لوگوں کا شفیع ہوگا۔

حضرت سفیان بن عیینہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جس نے اصحابِ رسول کی اہانت میں ایک کلمہ بھی کہا ہو وہ اہلِ ہوا میں شامل ہے۔

علامہ قاضی عیاض شفا میں فرماتے ہیں کہ:

ومن توقيره ﷺ وبره توقير اصحابه وبرهم ومعرفة حقهم والاقتداء بهم وحسن الثناء عليهم والامساك عما شجر بينهم ومعاداة من عاداهم والاضراب عن اخبار المؤرخين وجهلة الرواة وضلال الشيعة والمنة عين الفادحة فى احد منهم وان يلمس لهم فيما نقل من مثل ذلك فيما كان بينهم من الفتن احسن التاويلات ويخرج اصوب المخارج انهم اهل لذلك ولا يذكر احد منهم بسوء ولا يغمض عليه امراً بل يذكر حسناتهم وفضائلهم وحميد سيدهم ويسكت عما وراء ذلك كما قال اذا ذكر اصحابى فامسكو.

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تعظیم وتکریم میں یہ بات بھی داخل ہے کہ آپ کے صحابہ کی تعظیم کی جائے ان کے ساتھ نیکی کی جائے ان کے حقوق کو پہچانا جائے اسی طرح ان کی اقتداء کرنی، عمدہ الفاظ میں تعریف وتوصیف کرنی اوران کے آپس کے اختلافات سے کف لسان کرنا ان کے دشمنوں سے دشمنی کرنا، مورخین کے اقوال گمراہ شیعوں اور بدعتیوں کی بے سروپا روایتوں سے احتراز کرنا اوران کے آپس کے جھگڑوں اوراختلاف کواچھی تاویلات پرمحمول کرنا اوروہ ان تمام باتوں کے اہل بھی ہیں۔ اسی طرح انھیں برائی سے یاد نہ کرے بلکہ ان کے حسنات اور فضائل بیان کرے اس کے علاوہ تمام باتوں سے خاموشی اختیار کرے جیسا کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمایاہے کہ جب میرے صحابہ کا ذکر ہوتو زبانوں کو قابو میں رکھا کرو۔

آگے مزید فرماتے ہیں:

قال رجل للمعافی ابن عمران ابن عمر بن عبدالعزیز عن معاویة فغضب وقال لایقاس باصحاب النبی ﷺ احد معاویة صاحبه وصهره وکابته وامته علی وحیه الخ

ایک آدمی نے حضرت معافی بن عمران بن عبدالعزیز کے سامنے حضرت معاویہ کے بارے میں کچھ بری بات کی تو وہ غصہ میں آگئے اور فرمایا کہ رسول اللہ کے صحابہ کو کسی پر قیاس نہ کیا جائے۔ حضرت معاویہ صحابی ہیں رسول اللہ کے رشتہ دار ہیں کاتبِ رسول ہیں اور وحی کے امین ہیں۔

امام نووی شرح مسلم کتاب الزکوٰۃ میں فرماتے ہیں کہ:

الروایات صریحة فی ان علیا رضی اللّٰہ عنه کان هو المصیب الحق والطائفة الاخری اصحاب معاویة کانوا بغاةً مناولین وفیه التصریح بان الطائفتین مومنون لا یخرجون بالقتال عن الایمان ولایفسقون وهذا مذهبنا ومذهب موافقینا.

اس بارے میں صریح روایات ہیں کہ حضرت علی حق وصواب پر تھے اور حضرت معاویہ کے گروہ نے ان سے بغاوت کی تھی اور اسی میں یہ تصریح بھی ہے کہ دونوں گروہ مومن ہیں اور اس جدال وقتال سے ایمان سے خارج نہیں ہوئے اور فاسق بھی نہیں ہوئے۔ یہی ہمارا اور ہمارے اصحاب کا مذہب ہے۔

اسی شرح مسلم کی کتاب الفتن میں امام نووی فرماتے ہیں:

واعلم ان الدماء التی جرت بین الصحابة رضی اللّٰہ عنهم لیست بداخلة فی هذا الوعید ومذهب اهل السنة والحق

احسان الظن بهم والامساک عما شجر بينهم وتاويل قتالهم وانهم مجتهدون متأولون لم يقصدوا معصية ولا محض الدنيا بل اعتقد كل فريق انه الحق ومخالفه باغ فوجبت عليه قتاله ليرجع الى امر اللّٰه وكان بعضهم مصيباً وبعضهم مخطياً معذوراً فی الخطاء لان اجتهاد المجتهد اذا اخطاء لا اثم عليه وكان علی رضی اللّٰه عنه هو الحق المصيب فی تلک الحروب هذا مذهب اهل السنة.

جاننا چاہیے کہ وہ خوں ریزی جو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم کے مابین واقع ہوئی ہے وہ اس وعید میں داخل نہیں ہے اور اہل سنت والجماعت کا مذہب یہ کہتا ہے کہ ان کے ساتھ حسن ظن رکھو، ان کے آپس کے اختلافات سے خاموشی اختیار کرو اور ان کے جدال وقتال کی تاویل یہ ہے کہ وہ مجتہد اور تاویل کرنے والے تھے۔ انھوں نے یہ اختلاف معصیت اور دنیا کی ہواو حرص کے لئے نہیں کیا بلکہ ان دونوں گروہوں میں ہر ایک یہ اعتقاد رکھتا تھا کہ وہ حق پر ہے اور اس کا مخالف غلطی پر ہے اس صورت میں قتال واجب تھا تا کہ مخالف گروہ کو اللہ کے راستے کی طرف واپس پھیر دیا جائے چنانچہ اس اجتہاد میں بعض مصیب اور بعض مخطی تھے لیکن معذور فی الخطا تھے اس لئے کہ مجتہد سے جب خطا ہو جائے تو اسے مجرم نہیں ٹھہرایا جاتا، ہاں اتنی بات ضرور ہے کہ ان جنگوں اور لڑائیوں میں حضرت علی کا اجتہاد مصیب اور درست تھا۔ اہل سنت کا مذہب یہی ہے۔

اسی طرح امام نووی حدیث پاک ''یا عمار تقتلک فئة الباغية'' (اے عمار تجھے باغی گروہ قتل کرے گا) کے ضمن میں لکھتے ہیں کہ:

قال العلماء هذا الحديث حجة ظاهرة فی ان علياً كان محقا

مصيباً والطائفة الاخرى بغاة لكنهم مجتهدون فلا اثم عليهم لذلک کما قد مناه فی مواضع.

علماء کرام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث حضرت علی کی اصابت اور حق پر ہونے اور دوسرے گروہ کے باغی ہونے پر واضح دلیل ہے چونکہ دوسرا گروہ بھی مجتہد تھا اس لئے ان پر کوئی گناہ نہیں ہے جیسا کہ ہم نے اس سے پہلے کئی مقامات پر وضاحت کی ہے۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں توقیر صحابہ اور جاہل مؤرخین کی منقولہ روایات طعن وتشنیع سے عدم التفات کی وضاحت کے بعد فرماتے ہیں کہ:

وما وقع بينهم من المنازعات والمحاربات فله محامل وتاويلات وهو ان كلا اداه اجتهاده الى ان الحق ما فعله فتعين عليه وان كان اخطاء كمعاوية مع علی فانه مصيب باتفاق اهل الحق ومعاوية ماجور و ان اخطا.

ان حضرات کے مابین جو منازعات اور محاربات تھے ان کے محامل اور تاویلات ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہر ایک نے اپنے اجتہاد کے تقاضے کو پورا کیا، اگرچہ اس میں غلطی بھی ہوئی جیسا کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ کیا حالانکہ باتفاق اہل حق حضرت علی رضی اللہ عنہ حق پر تھے لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اپنی غلطی کے باوجود عنداللہ ماجور ہیں۔

علامہ زرقانی اسی شرح مواہب میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خصائص کے بیان میں فرماتے ہیں:

منها ان اصحابه كله عدول بتعديل الله تعالى وتعد يله عليه السلام لظواهر الكتاب نحو محمدرسول الله والذين معه

الآية،والسنة فتقبل رواياتهم كما نص عليه ابن الانبارى وغيره واشار اليه بقوله فلا يبحث عن عدالة احد منهم فى شهادة ولا رواية كما يبحث عن سائر الرواة وغيرهم لانهم خير الامة ومن طرء منهم قادح كسرقة وزنا عمل بمقتضاء ولكن لا يفسقون بما يفسق به غيرهم كما ذكره جلا المحلى فى شرح جمع الجوامع فتقبل رواياتهم وشهاداتهم ولو وقعت كبيرة من بعضهم اقيم حدها

تمام صحابہ تعدیل الٰہی اور تعدیل حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ عادل ہیں جس کا ثبوت ظواہر کتاب وسنت سے ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

محمد رسول اللّٰه والذين معهٗ الاية، تو ان کی روایات قبول کی جائیں گی، علامہ ابن الانباری نے اس طرف اپنے اس قول میں اشارہ کیا ہے کہ دوسرے راویوں کی طرح ان کی شہادت اور روایت میں کسی کو بحث نہیں کرنی چاہیے کیونکہ یہ خیر الامت ہیں اور جن حضرات سے چوری اور زنا ایسی غلطی سرزد ہوئی ہے اُسے اقتضاء بشری پر محمول کیا جائے گا اور جس عمل سے دوسروں کو فاسق کہا جاتا ہے اس عمل سے صحابہ کو فاسق نہیں کہا جاسکتا جیسا کہ علامہ جلال الدین محلی نے شرح جمع الجوامع میں لکھا ہے کہ ایسے افراد کی روایت اور شہادت قبول کی جائے گی، ہاں یہ ضرور ہے کہ اگر ان میں سے کسی سے گناہ کبیرہ سرزد ہوا تو اس پر حد لگے گی۔

دونوں گروہ مسلمان تھے - علامہ زرقانی نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین صلح والی حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ:

وفيه انه لم يخرج احد من الطائفتين فى تلك الفتنة بقول او عمل عن الاسلام اذ احدهما مصيبة والاخرى مخطئة وكل

منهما ماجور.

اس فتنے میں شامل دونوں گروہوں میں کوئی ایک بھی نہ قولاً اور نہ فعلاً اسلام سے خارج ہوا۔ مگر ایک گروہ مصیب اور دوسرا مخطی تھا اور دونوں ہی اجر و ثواب کے مستحق ہیں۔

حضرت حسن کی دستبرداری کی اصل وجہ – علامہ قسطلانی شرح بخاری باب علامات النبوۃ میں حدیث **ولعل اللّٰہ یصلح بہٖ فئتین من المسلمین** (اللہ تعالیٰ ان کے ذریعے مسلمانوں کے دو گروہوں کے درمیان صلح کروائے گا) کے ذیل میں فرماتے ہیں کہ:

فئتین ای الطائفتین طائفة معاویة بن ابی سفیان و طائفة الحسن و کانت اربعین الفاً بایعوه علی الموت و کان الحسن احق الناس لهذا الامر فدعاه ورعه الی ترک الملک رغبة فیما عنداللّٰه ولم یکن ذلک لعلة ولا لقلة وقوله من المسلمین دلیل علی انه لم یخرج احد من الطائفتین فی تلک الفتنة من قول او فعل عن الاسلام اذ احدی الطائفتین مصیبة والاخریٰ مخطیئة ماجورة .

فئتین سے مراد حضرت معاویہ بن ابی سفیان رضی اللہ عنہ کا گروہ اور حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گروہ ہے، جنھوں نے اُن کے ہاتھ پر مرنے کی بیعت کی ہوئی تھی ایسے لوگوں کی تعداد چالیس ہزار تھی۔ خلافت کے سب لوگوں سے زیادہ حقدار حضرت حسن بن علی رضی اللہ عنہ تھے لیکن اُن کے ورع وتقویٰ اور رغبت مع اللہ نے انھیں دنیاوی حکومت سے دور رکھا۔ آپ کی طرف سے صلح کی پیش کش کمزوری اور قلت لشکر کی وجہ سے نہیں تھی، حدیث پاک میں لفظ **المسلمین** اس بات کی دلیل ہے کہ اس فتنے میں شامل دونوں گروہوں میں سے کوئی بھی قولاً اور فعلاً اسلام سے

خارج نہیں ہوا، ان دونوں میں سے ایک مصیب اور دوسرا مخطی ہے لیکن عنداللہ دونوں ماجور ومثاب ہیں۔

حضرت معاویہ کے لئے دعا- حدیث پاک میں وارد ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے حضرت معاویہ کے لیے دعا کرتے ہوئے ارشاد فرمایا ''اے اللہ تو ان کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا، اور ان کے ذریعے سے ہدایت دے، اس حدیث کی شرح کے ضمن میں ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں فرماتے ہیں:

لا ارتیاب ان دعا النبی ﷺ مستجاب فمن کان ھٰذا حالہ کیف یرتاب فی حقہٖ.

بیشک نبی ﷺ کی دعا مستجاب ہے تو جس کی ایسی حالت ہے اس کے بارے میں کیسے شک کیا جا سکتا ہے۔

صحابی کا مرتبہ - یہی ملا علی قاری مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں دوسروں پر صحابہ کرام کی فضیلت بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

سئل لابن المبارک ایھما افضل معاویۃ اوعمر بن عبدالعزیز فقال الغبار الذی دخل فی انف فرس معاویۃ مع النبی ﷺ خیر من مثل عمر بن عبدالعزیز کذا کذامرۃ.

اگر کوئی آدمی حضرت ابن مبارک سے حضرت معاویہ اور حضرت عمر بن عبدالعزیز کے بارے میں سوال کرتا کہ ان میں سے کون افضل ہے تو آپ فرماتے حضور علیہ السلام کے ساتھ جاتے ہوئے حضرت معاویہ کے گھوڑے کی ناک میں جو غبار داخل ہوا وہ عمر بن عبدالعزیز سے بہتر ہے۔

قطعیت اور ظنیت میں فرق - بحر المذاہب میں ہے کہ:

اجمع اھل السنۃ والجماعۃ علی وجوب تعظیم الصحابۃ والکف عن ذکرھم الا بخیر لما ورد من الآیات والاحادیث

فی فضائلهم ومناقبهم ووجوب الكف عن الطعن فیهم عموماً.

اہل سنت و جماعت کا تعظیم صحابہ کے وجوب، ان کی اچھی باتوں کے ذکر اورناپسندیدہ باتوں سے خاموشی پر اجماع ہے اس لئے کہ آیات واحادیث ان کے فضائل ومناقب میں وارد ہیں ان حضرات کے بارے میں طعن و تشنیع سے زبان کوروکنا واجب ہے۔

وہ آیات کریمہ اور احادیث مبارکہ جو عمومیت کے ساتھ صحابہ کی فضیلت میں تھیں لکھنے کے بعد فرماتے ہیں کہ:

وما نقله ارباب السیر فی بعضهم کمعاویة وعمروبن العاص ومغیرة بن شعبة وغیرهم رضی اللّٰہ عنهم یغمض عنه ولا یسمع اذ فضل صحبتهم مع النبی ﷺ قطعی وما نقل ظنی فلا یزاحم القطعی وایضاً فقد قال النبی ﷺ اذا ذکر اصحابی فامسکوا والواجب علی کل من سمع شیئاً من ذلک ان یلبث فیه ولا ینسبه الی احدهم لمجرد روایة فی کتاب او سماعة من شخص بل لابد ان یبحث عنه حتی یصح عنده نسبته الی احدهم فحینئذ الواجب ان یلتمس لهم احسن التاویلات اصوب المخارج اذهم اهل لذلک وما وقع بینهم من المنازعات والمحاربات فله محامل و تاویلات.

اربابِ سیر نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ کے متعلق جو کچھ لکھا ہے اس سے صرف نظر کرنی چاہیے اور ان کی باتوں پر توجہ نہیں دینی چاہیے اس لئے کہ ان کی فضیلتِ صحبت مع النبی ﷺ قطعی ہے اور ارباب سیر کے اقوال ظنی

ہیں اور جو چیز ظن سے منقول ہو وہ قطعی سے مزاحم نہیں ہوسکتی۔ اس کے علاوہ حضور علیہ السلام کا ارشاد ہے جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو اپنی زبانوں کو قابو میں رکھا کرو اور جو آدمی بھی ان حضرات کے بارے میں کوئی اس قسم کی بات سنے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اس میں غور کرے صرف کسی کتاب میں دیکھنے یا کسی شخص سے سننے سے ان کی طرف نسبت نہ کرے، غور و خوض کے بعد جب ایک چیز ثابت ہو جائے تو ضروری ہے کہ اس کی اچھی تاویل کرے اور اُسے درست مخارج پر محمول کرے اس لیے کہ وہ اس (حسن ظن) کے اہل ہیں، اور ان کے درمیان جو اختلافات اور جنگیں واقع ہوئیں ان کی تاویلیں ہیں۔

خلافت میں اختلاف کے وقت خلیفہ کون تھا؟ - اسی طرح صاحب بحر المذاہب ائمہ دین کے اقوال نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ:

فتلخص ان معاوية رضی الله عنه لم يكن فی ايام علی رضی الله عنه خليفة وانما كان خليفة حق و امام صدق بعد علی رضی الله عنه عند تسليم الحسن رضی الله عنه امر الخلافة له وان هذا التسليم لم يكن اضطراريا بل اختياريا وانه لم يستحق الشين والطعن ولا يباح له السب واللعن فالطاعن فيه مطعون طاعن فی نفسه ودينه.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں خلیفہ نہیں تھے بلکہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات اور حضرت حسن رضی اللہ عنہ کے امر خلافت ان کے سپرد کرنے کے بعد وہ خلیفہ برحق اور امام صادق مقرر ہوئے۔ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا خلافت سے دستبردار ہونا اضطراری نہیں بلکہ اختیاری تھا۔ ان پر عیب جوئی اور طعنہ زنی سے باز رہنا

چاہیے اور دشنام طرازی سے احتراز کرنا چاہیے ان پر طعنہ زن خود مطعون ہے بلکہ وہ اپنے نفس اور دین پر طعنہ زنی کر رہا ہے۔

علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں کہ:

ومن اعتقاد اهل السنة والجماعة ان ماجرى بين على و معاوية من الحروب فلم يكن لمنازعة معاوية لعلى رضى اللّٰه عنه فى الخلافة للاجماع على حقيتها لعلى فلم تهيج الفتنة بسببها وانما هاجت بسبب ان معاوية ومن معه طلبوا من على تسليم قتلة عثمان رضى اللّٰه عنه اليهم لكون المعاوية ابن عمه فامتنع على ظنا منه ان تسليمهم اليه على الفور مع كثرة عشائر هم يؤدى الى اضطراب و تزلزل فى امر الخلافة.

یہ بات اہل سنت و جماعت کے اعتقاد میں شامل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے مابین جولڑائیاں ہوئی ہیں اس پر اجماع ہے کہ وہ استحقاقِ خلافت میں نہ تھیں اور جو فتنے برپا ہوئے ان کا سبب بھی یہ نہ تھا بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے چچا زاد بھائی ہونے کی حیثیت سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قاتلین عثمان کو مانگتے تھے، حضرت علی انھیں سپرد کرنے سے یہ گمان کرتے ہوئے احتراز کر رہے تھے کہ ان قاتلین کے رشتہ داروں کی کثرت کی وجہ سے ان کی فوری سپردگی سے اختلاف پھیلے گا اور نظامِ حکومت تہ و بالا ہوکر رہ جائے گا۔

علامہ ابنِ حجر اسی صواعق محرقہ کے ایک دوسرے مقام پر لکھتے ہیں کہ:

ومن اعتقاد اهل السنة والجماعة ايضاً ان معاوية رضى اللّٰه عنه لم يكن فى ايام على رضى اللّٰه عنه خليفة وغاية اجتهاده

انہ کان له اجر واحد واما علی رضی اللّٰہ عنه فکان له اجران اجر علی اجتهاده واجر علی اصابته بل عشرة اجور.

اہل سنت کے اعتقاد میں یہ بات بھی داخل ہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ خلیفہ نہ تھے البتہ اُنھیں اپنے اجتہاد کا ایک اجر ضرور ملے گا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک اجر صرف اجتہاد پر اور دوسرا اجتہاد کے درست ہونے پر ملے گا بلکہ دس اجر ملیں گے۔

خلافت حضرت معاویه - صحیح بخاری کی وہ حدیث جو پیچھے مذکور ہوئی جس میں حضور اکرم ﷺ نے امام حسن کے بارے میں فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا سردار ہوگا، اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کے دو گروہ ہوں کے درمیان صلح کروائے گا، اس حدیث کے تحت علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں:

فکان توجیه ﷺ لوقوع الاصلاح بین الفئتین من المسلمین فیه دلالة علی صحة مافعله الحسن رضی اللّٰہ عنه وعلی انه مختار فیه وعلی ان تلک الفوائد الشرعیة وهی صحة خلافة معاویة فالحق ثبوت الخلافة لمعاویة من حینئذ وانه بعد ذلک خلیفة حق وامام صدق کیف وقد اخرج الترمذی وحسنه عن عبدالرحمن بن ابی عمیرة الصحابی عن النبی ﷺ انه قال لمعاویة اللهم اجعله هادیا مهدیا واخرج احمد فی مسنده عن العرباض ابن ساریة سمعت رسول اللّٰہ ﷺ یقول اللهم علم معاویة الکتاب والحساب وقیه العذاب فتأمل دعاء النبی ﷺ فی الحدیث الاول بان اللّٰہ یجعله هادیا مهدیا الحدیث حسن فهو مما یحتج به علی فضل معاویة وانه لا ذم یلحقه بتلک الحروب لما علمت انها کانت بغیة علی

اجتهاد لان المجتهد اذا اخطاء لايلام عليه ولا ذم يلحقه بسبب ذلک لانه معذور ولذاکتب له اجر و مما يدل بفضله ايضاً الدعاء له فی الحديث الثانی ولا شک ان دعاء ه ﷺ مستجاب فعلمنا منه انه لاعقاب علی معاوية فيما فعل بل له الاجر کما تقرر وقد سمی النبی ﷺ فئة مسلمين فدل علی بقاء حرمة الاسلام وانهم فئتان علی حد سواء فلا فسق ولا نقض يلحق احد بهما لما قررناه وفئة معاوية وان کانت باغية لکنه بغی لافسق.

اس حدیث میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسلمانوں کے دو بڑے گروہوں کے مابین صلح کا ذکر فرمایا اور یہ دلیل ہے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کی صلح کے درست ہونے کی دوسری بات یہ ہے کہ اس سے صلح کے بارے میں حضرت حسن رضی اللہ عنہ کا اختیار بھی ثابت ہوتا ہے۔ تیسری بات یہ ہے کہ اس سے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کا صحیح ہونا بھی ثابت ہوا۔ حق بات تو یہ ہے کہ اس صلح کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی خلافت ثابت ہوگئی اور وہ اس کے بعد خلیفہ برحق اور امام صادق قرار پائے۔

امام ترمذی نے روایت کی ہے اور اس روایت کو حسن قرارا دیا ہے کہ حضرت عبدالرحمٰن بن ابی عمیرہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا **اللّٰهم اجعلهٗ هاديا مهديا** (اے اللہ معاویہ کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنا) اور امام احمد اپنی مسند میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت عرباض بن ساریہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ''اے اللہ معاویہ کو کتاب

اور حساب کا علم عطا فرما اور اس کو عذاب سے بچا''۔

پہلی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ آپ کے لئے یہ دعا فرما رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہادی و مہدی بنائے یہ حدیث حسن ہے اور اسے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی فضیلت میں پیش کیا جا سکتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور آپ کے مابین جو جنگیں ہوئیں ہیں ان میں آپ پر انگشت نمائی نہیں کی جا سکتی کیونکہ وہ جنگیں اجتہاد پر مبنی تھیں اور اگر مجتہد غلطی کرے تو اس کا عذر معقول ہونے کی وجہ سے اس کی ملامت اور مذمت نہیں کی جائے گی۔ اسی غلطی کی وجہ سے تو وہ ایک اجر کا مستحق ہو رہا ہے۔

دوسری حدیث میں بھی رسول اللہ ﷺ آپ کے لئے دعا فرما رہے ہیں اور دعاء رسول یقیناً مستجاب و مقبول ہے چنانچہ اس سے یہ معلوم ہوا کہ جو کچھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس سلسلے میں کیا ہے اس پر انھیں اجر ملے گا۔ حدیث مذکورہ میں **فئتین من المسلمین** کا لفظ ہے جو ان کے اسلام کی بقا پر دلالت کر رہا ہے۔ دونوں گروہ علیحدگی میں برابر ہیں کسی کی تفسیق و تنقیص درست نہیں۔ اگر چہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا گروہ باغی تھا لیکن اس کو فاسق نہیں کہا جائے گا۔

علامہ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں فرماتے ہیں:

واماما یستبحه بعض المبتدعة من سبه ولعنه فله فيه اسوة ای اسوة بالشيخين و عثمان واكثر الصحابة فلا يلتفت لذلك ولا يقول عليه فانه لم يصدر الا من قوم حمقاء جهلاء فلعنهم الله وخذ لهم اقبح اللعنة والخذلان واقام على رؤسهم من سيوف اهل السنة ما وضح الدلائل والبرهان.

یہ جو بعض بدعتی لوگ کہتے ہیں کہ ''جس نے ان حضرات کو گالی دی اور ان پر

لعنت بھیجی اس کے لئے طریقہ ہے'' یعنی حضرات شیخین اور حضرت عثمان کا طریقہ ہے ان کے اس قول کا کوئی اعتبار نہیں کیونکہ ایسی باتیں اکثر جہلا کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر اللہ کی لعنت ہو اور ذلیل و رسوا ہوں اہل سنت کے واضح دلائل و براہین کی تلواریں ایسے لوگوں کے سروں پر لٹک رہی ہیں۔

خون بہا میں تاخیر کا سبب - علامہ ابن ہمام مسائرہ میں فرماتے ہیں:

وماجری بین معاویة وعلی رضی اللّٰہ عنه کان مبنیاً علی الاجتهاد ولا منازعة من معاویة اذ ظن علی رضی اللّٰہ عنه ان تسلیم قتلة عثمان مع کثرة عشائرهم واختلاطهم بالعسکر یؤدی الی اضطراب امر الامامة خصوصاً فی بدایتها و التاخیر اصوب الی ان یتحققوا التمکن منه ویلتقطهم فان بعضهم عزم علی الخروج علیّ وقتله لما نادی یوم الجمل بان یخرج عنه قتلة عثمان علی ما نقل فی القصة من کلام الاشتر النخعی ان صح واللّٰہ اعلم.

حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی جنگ منازعت اور جھگڑے پر نہیں اجتہاد پر مبنی تھی۔ حضرت علی کا خیال تھا کہ قاتلان عثمان بڑے قبیلے والے ہیں اور فوج میں شامل ہو گئے ہیں اب اگر کوئی فوری کاروائی سامنے آتی ہے تو اس سے نظامِ خلافت درہم برہم ہو جائے گا اس لئے تاخیر زیادہ مناسب ہے یہاں تک کہ ان پر مکمل کنٹرول نہ ہو جائے کیونکہ اشتر نخعی سے یہ بات منقول ہے کہ جنگ جمل کے دن حضرت علی نے آواز دی کہ قاتلین عثمان ہم سے علیحدہ ہو جائیں تو ان لوگوں نے آپ پر بھی خروج اور قتل کی تدبیر سوچنی شروع کر دی۔

اختلافِ صحابہ - شرح عقائد نسفی میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے بیان میں ہے کہ:

وما وقع من المخالفات والمحاربات لم يكن من نزاع فی خلافة بل عن خطاء فی الاجتهاد.

ان میں جو جنگیں اور مخالفتیں ہوئیں وہ استحقاقِ خلافت میں نہیں تھیں بلکہ خطاء اجتہادی تھی۔

علامہ خیالی اس کے حاشیہ میں فرماتے ہیں:

قوله بل عن خطاء فی الاجتهاد فان معاویة وحزا به بغوا عن طاعته مع اعترافهم بان افضل اهل زمانه وانه الاحق بالامامة بشبهة هی ترک القصاص عن قتلة عثمان رضی اللّٰه عنه.

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے گروہ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اس اعتراف کے باوجود کہ وہ اہل زمانہ سے افضل اور امامت کے زیادہ حقدار ہیں قاتلین عثمان سے قصاص نہ لینے کے شبہ میں بغاوت کر دی۔

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں لکھتے ہیں:

لا تذكر الصحابة الابخير يعنى وان صدرمن بعضهم بعض مافى صورة شر فانه اما كان عن اجتهاد اولم يكن على وجه فساد من اصرار وعناد بل كان رجوعهم عنه الى خير معاوينا على حسن الظن بهم بقوله عليه السلام خير القرون قرنى و بقوله عليه السلام اذا ذكر اصحابى فامسكوا ولذا ذهب جمهور العلماء الى ان الصحابة كلهم عدول قبل فتنة عثمان رضى اللّٰه عنه و على رضى اللّٰه عنه وكذا بعدها ولقوله عليه السلام اصحابى كالنجوم بايهم اقتديتم اهتديتم رواه الدارمى وابن عدى وغيرهما قال ابن دقيق العيد فى عقيدته مانقل فيما شجر بينهم واختلفوا فيه فمنه ماهو باطل

وكذب فلا يلتفت اليه وما كان صحيحا اولناه تاويلا حسنا لان الثناء عليهم من اللّٰه سابق ومانقل من الكلام اللاحق محتمل للتاويل والمشكوك والموهوم ولا يتبطل المحقق والعلوم.

صحابہ کا ذکر خیر ہی کرو، اگران میں کسی کی کچھ ایسی باتیں ہیں جو بظاہر شر نظر آتی ہیں تو وہ یا تو اجتہاد کی قبیل سے ہیں یا ایسی ہیں جن سے ان کا مقصد فساد وعناد نہیں بلکہ ان حضرات سے حسنِ ظن کی بنا پر خیر پر محمول کرنا چاہیے کیونکہ حضور علیہ السلام کا ارشاد گرامی ہے کہ ''سب سے بہتر زمانہ میرا ہے'' اور مزید ارشاد فرمایا کہ ''جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو خاموش رہو'' اسی لئے جمہور علماء کا قول ہے کہ تمام صحابہ کرام قتلِ عثمان اور اختلافِ علی ومعاویہ کے پہلے بھی اور بعد بھی عادل ہیں۔ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے جسے دارمی اور ابن عدی نے روایت کیا ہے کہ ''میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں، تو ان میں سے جس کی بھی اقتدا کرو گے ہدایت پا جاؤ گے'' علامہ ابن دقیق العید فرماتے ہیں کہ ''مشاجرات صحابہ میں دو قسم کی روایتیں منقول ہیں ایک باطل اور جھوٹ، یہ تو قابلِ اعتنا ہی نہیں اور دوسری صحیح روایتیں، ان کی اچھی اور مناسب تاویل کرنی چاہیے کیونکہ اللہ تعالیٰ پہلے ان کی تعریف وتوصیف فرما چکا ہے اور بعد میں جو باتیں ان سے منسوب یا منقول ہیں وہ قابلِ تاویل ہیں اس لئے کہ محقق ومعلوم کو مشکوک وموہوم چیز باطل نہیں کرسکتی۔

ملا علی قاری شرح فقہ اکبر میں فرماتے ہیں:

و اما ما وقع من امتناع جماعة من الصحابة عن نصرة علی رضی اللّٰه عنه والخروج معه الی المحاربة ومن محاربة

طائفة منهم كما فی حرب الجمل والصفين فلا يدل على عدم صحة خلافته ولا على تضليل مخالفيه فی ولايته اذ لم يكن ذلک عن نزاغ فی حقية امارته بل كان عن خطاء فی اجتهاد هم حيث انكروا عليه ترک القوم من قتلة عثمان رضی اللّٰہ عنه والمخطی فی الاجتهاد ولايضلل ولا يفسق على ما عليه الاعتماد.

اور یہ جوبعض صحابہ حضرت علی کی مدد ونصرت سے باز رہے،اور کچھ نے ان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیےخروج کیا،جیسا کہ جنگ جمل وصفین میں ہواتواس چیز سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خلیفہ نہ ہونا ثابت نہیں ہوتا اور نہ ہی مخالفین کی گمراہی ثابت ہوتی ہے کیونکہ اختلاف ونزاع آپ کی امارت وخلافت کےحق ہونے میں نہیں تھا بلکہ اختلاف قاتلانِ عثمان سے جلد یا بدیر بدلہ لینے میں تھا اس میں بھی اختلاف اجتہادی تھا لہٰذا معتمد قول کے مطابق اختلاف کرنے والوں کو نہ گمراہ کہا جایے گا نہ فاسق۔

اسی شرح فقہ اکبر میں ہے کہ:

وقد كان امر طلحة والزبير خطاء غير انهما فعلامافعلا عن اجتهاد وكان من اهل الاجتهاد فظاهر الدلائل توجب القصاص على قتل العمد واستيصال شان من قصد دم امام المسلمين بالاراقة على وجه الفساد فاما الوقوف على الحاق التاويل الفاسد باالصحيح فی حق البال المواخذة فهو علم خفی فاز به على كما ورد عن النبی ﷺ انه قال له انک تقاتل على التاويل كما تقاتل على التنزيل وقد ندما على ما فعلا وكذا عائشة رضی اللّٰہ عنها ندمت على مافعلت

وكانت تبكى حتى تبل خمارها ثم كان معاوية رضى الله عنه مخطئًا الا انه فعل مافعل عن تاويل فلم يصر به فاسقا واختلف اهل السنة والجماعة فى تسمية باغيا فمنهم من امتنع من ذلک والصحيح قول من اطلق لقوله عليه السلام لعمار تقتلک الفئة الباغية.

حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ مجتہد تھے اور ان سے خطأ اجتہادی واقع ہوئی ہے کیونکہ ظاہری دلائل سے قتل عمد پر قصاص واجب ہے اس لئے کہ امام المسلمین کا خون فساد پھیلانے کے لئے بہایا گیا۔صحیح سے تاویل فاسد کوملایا گیا اور مواخذہ میں توقف علم خفی ہے جس پر حضرت علی کو دسترس حاصل تھی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے آپ سے فرمایا تھا کہ ''تم سے تاویل پر جنگ کی جائے گی جیسا کہ تنزیل پر کی گئی ہے'' چنانچہ بعد میں دونوں صحابی اپنے کئے پر نادم تھے اور حضرت عائشہ بھی پچھتاتی تھیں اور اتنا روتیں کہ دوپٹہ تر ہوجاتا،حضرت معاویہ بھی اگرچہ خاطی تھے مگر آپ نے جو کچھ کیا تاویل کی بنیاد پر کیا ،لہٰذا اس سے آپ فاسق نہیں ہوئے، اہل سنت و جماعت نے انھیں باغی کہنے میں اختلاف کیا بعض نے اس سے روکا لیکن دوسرا گروہ رسول اللہ کی وہ حدیث پیش کرتا ہے جس میں آپ نے حضرت عمار ابن یاسر رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا کہ ''تمھیں ایک باغی گروہ قتل کرے گا۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی تکمیل الایمان میں فرماتے ہیں:

ونکف عن ذکر الصحابۃ الا بخیر روش اہل السنّت وجماعت آنست کہ صحابہ رسول را بجز خیر یاد نمی کند ولعن وسب وشتم واعتراض وانکار برایشان نکند وباایشان براہ سوء ادب نروند از جہت نگاہداشت صحبت آنحضرت ﷺ

وورود فضائل ومناقب ایشان در آیات واحادیث عموماً

ہم صحابہ کا صرف ذکر خیر ہی کرتے ہیں اور اہل سنت و جماعت کا طریقہ بھی یہی ہے کہ صحابہ کا ذکر خیر ہی کیا جائے۔ ان پر لعن طعن، تشنیع اور اعتراض و انکار نہ کیا جائے اور ان سے سوء ادبی نہ کی جائے، کیونکہ ان حضرات نے رسول اللہ کی صحبت پائی ہے اور ان کے فضائل ومناقب آیات و حدیث میں بکثرت موجود ہیں۔

مزید فرماتے ہیں:

وازاں چہ از بعضی از ایشان مشاجرات ومحاربات وتقصیر در حفظ حقوق اہل بیت نبوی ورعایت ادب ایشان نقل کنند بعد از تسلیم صحت آن اخبار از ان اغماض ورزند وتغافل کنند و گفتہ نا گفتہ وشنیدہ ناشنیدہ انگارند زیرا کہ صحبت ایشان با پیغمبر ﷺ یقینی است ونقلہائے دیگر ظنی وظن بایقین معارض نگردد و یقین بظن متروک نگردد وبالجملہ سرحد دار السلام وسنہ بامعاویہ وعمرو بن العاص ومغیرہ بن شعبہ واشباہ وامثال ایشان است ہر کہ براہ اتباع مشائخ سنت و جماعت اود گو کہ زبان را از سب ولعن ایشان بر بندد واگر چہ بجہت تصور بعضے امور کہ قدر مشترک از ان بسرحد تواتر رسیدہ است باطن را کدورتی وخاطر را وحشتی دست دہد باوجود او سلامت در اغماض وکف از ایشانست در آثار آمدہ است کہ در غزوہ صفین شخصے را از جانب حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نزد حضرت امیر رضی اللہ عنہ اسیر کردہ آوردند یکے از حاضران برحال وی ترحم آورد و گفت سبحان اللہ من میدانم کہ وے مسلمان بود ومسلمان خوب بود حیف کہ آخر حال وے چنین شد حضرت امیر ولایت پناہ فرمودہ چہ گوئی کہ وی ہنوز مسلمان است وبالجملہ بے لعن در ایشان اگر مخالف دلیل قطعی باشد کفر است چنانچہ قذف حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا

معاذ اللہ من ذلک کہ طہارت ذیل وی از ان بنصوص قران ثابت است والا بدعت وفسق بود۔

بعض کی آپس میں مشاجرات ومحاربات اوراہل بیت رسول کے حقوق میں کوتاہی منقول ہے اس میں اول تو تحقیق وتفتیش کی جائے اگر ایسی کوئی چیز ثابت بھی ہوتو اُسے گفتہ نہ گفتہ اور شنیدہ نہ شنیدہ کر دیا جائے کیونکہ ان حضرات کی صحبت مع النبی یقینی ہے اور روایات ظنی۔ چنانچہ ظن یقین کا معارض نہیں اسی لئے ظن سے یقین متروک نہیں ہوتا۔ چنانچہ سرحد دارالسلام پر آباد حضرات میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ حضرت عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ اور مغیرہ بن شعبہ وغیرہم کی کچھ باتیں ایسی ہیں جو حد تواتر کو پہنچی ہوئی ہیں جن سے باطن میں کدورت اور دل میں وحشت پیدا ہوتی ہے لیکن جو لوگ مشائخ اہل سنت وجماعت کے تابع ہیں اپنی زبانوں کو بند رکھتے ہیں اور ان حضرات کے بارے میں کوئی نازیبا کلمہ زبان پر نہیں لاتے۔ آثار میں ہے کہ جنگ صفین میں حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لشکر سے ایک گرفتار شدہ آدمی حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔ حاضرین میں سے ایک آدمی کو اس پر رحم آ گیا اور کہنے لگا سبحان اللہ میں تو انھیں بہت اچھا مسلمان سمجھتا تھا افسوس کہ آخر ان کی یہ حالت ہوگئی، تو حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا کہہ رہے ہو وہ تو اب بھی مسلمان ہیں۔ حضرات صحابہ کرام پر لعن وطعن اور دشنام طرازی اگر دلیل قطعی کے مخالف ہے تو کفر ہے جیسے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی جائے **معاذ اللہ من ذلک** ان کی طہارت نصوص قرآنیہ سے ثابت ہے اور اگر دلیل قطعی سے ثابت نہ ہو تو بدعت وفسق ہے۔

اسی میں آگے فرماتے ہیں:

وبعد از وی علی مرتضی خود متعین بود پس وے کرم اللہ وجہ باجماع اہل حل وعقد
خلیفہ برحق وامام مطلق شد ونزاعے وخلافے کہ از مخالفان در زمان خلافت
وے بوجود آمد نہ در استحقاق خلافت وحق امامت بود بلکہ منشاء آن نفی وخروج و
خطاء در اجتہاد کہ تعجیل عقوبت قاتلان عثمان باشد بود پس معاویۃ وعائشۃ
برآن آمدند کہ زود عقوبت باید کرد علی وصحابہ دیگر بتاخیر آن رفتند۔

شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ (حقدار ہونے کی بنا پر) خود بخود خلیفہ متعین ہو گئے آپ اہل حل وعقد کے اجماع سے خلیفہ برحق اور امام مطلق ہوئے اور مخالفین کی طرف سے جو نزاع آپ کے دورِ خلافت میں ہوا وہ استحقاق خلافت اور حق امامت میں نہیں تھا بلکہ اس بغاوت وخروج کا منشاء اجتہاد میں خطا تھی کہ حضرت معاویہ اور حضرت عائشہ قاتلین عثمان کو فوری سزا دینے کے حق میں تھے، اور حضرت علی اور دیگر صحابہ اس میں تاخیر مناسب سمجھتے تھے۔

علامہ جمال الدین محدث روضۃ الاحباب فی سیرۃ النبی والآل والاصحاب میں فرماتے ہیں:

پوشیدہ نماند کہ مخالفت ومخاصمت کہ میان بعضے از صحابہ واقع شدہ نزد اہل سنت وجماعت محمول براین است کہ عن اجتہاد بود لاعن نفسانیت وہمہ آنہا قابل تاویلات ومحامل صحیحہ است وبر تقدیر تسلیم کہ بعضی از محمل قویم وتاویلے مستقیم نباشد گویم این مخالفات ومخاصمات منقولست از یشان بطریق اخبار احاد واکثر آنہا اضعاف وجائزۃ الکذب است وصلاحیت معارضہ بآیات قرآنی واحادیث صحیحہ مشہورہ ندارد پس سزاوار آن است کہ بسبب آن اخبار جسارت بطعن اصحاب جناب نبوۃ مآب کہ آن طعن موجب جسارت است یوم یقوم الحساب نہ نمایند تا ابطال کتاب وسنۃ باخبار جائزۃ الکذب لازم نیاید واز تہدیدات ووعیدات کہ از صاحب

شرع بہ ثبوت پیوستہ پرحذر باشد۔

واضح ہو کہ بعض صحابہ کرام کی آپس میں مخالفت ومخاصمت اہل سنت کے نزدیک نفسانیت پر نہیں بلکہ اجتہاد پر محمول ہے۔اس سلسلہ (مخالفت و مخاصمت) کی تمام روایات تاویلات محامل صیحہ کے قابل ہیں۔اگر چہ ان میں بعض روایات ایسی بھی ہیں جن کی کوئی مناسب تاویل نہیں کی جاسکتی لیکن میں کہتا ہوں اول تو یہ باتیں بطریق اخبار احاد منقول ہیں، دوم یہ کہ ان کے راوی اکثر ضعیف اور کذاب ہیں دونوں صورتوں میں یہ روایات آیاتِ قرآنی اور احادیث مشہورہ کے مقابل میں نہیں آسکتیں۔ اس صورت حال کے پیش نظر مناسب یہی ہے کہ ان اخبار و روایات کی بنا پر رسول اللہ ﷺ کے صحابہؑ کرام پر طعن و تشنیع نہیں کرنی چاہیے کیونکہ ان حضرات پر طعن و تشنیع آخرت میں نقصان اور خسارہ کا سبب ہے اور اس طریقہ پر جھوٹوں کی خبروں سے کتاب وسنّت کا ابطال بھی لازم نہیں آئے گا۔اس سلسلہ میں جو وعیدیں رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں ان کا خیال رکھنا چاہیےاور اللہ تعالیٰ سے ڈرنا چاہیے۔

علامہ ابوالفضل تورپشتی **المعتمد فی المنتقد** میں توقیر صحابہؑ کرام کے بیان میں فرماتے ہیں کہ:

وانچہ مہم دین عموم مسلمانان است آنست کہ بنظر تعظیم بدیشان نگرند وہیچ حال زبان طعن درایشان دراز نکنند کہ رسول اللہ ﷺ امت را ازین فتنہ تحذیر کردہ است وگفتہ از خدا بترسید درحق اصحاب من پس ازمن ایشانرا نشانہ نکنید کہ بدان خدائے کہ دررائے جان محمد است ﷺ کہ اگر یکی ازشما مثل کوہ احد زرخرچ کند یعنی درراہ خدا نیک مد طعامی کہ یکے ازیشان خرچ کردہ باشد نرسد بہ نیمہ آن، وشیطان ازطریق ہوا وتعصب مردم راتسویل کند کہ خصومت ایشان مع بعضے ازصحابہ رسول اللہ ﷺ از بہر دین است چہ ایشان

بعد از رسول ﷺ سیرت بگردانیدند و با یکدگر منازعت گردید نا بجائے رسید

که خونہا ریختہ شد و این مسلمان که بدین فتنہ ہا مبتلا گشتہ است اول باید کہ

بداند کہ از ایشان آدمیان بودند نہ ملائکہ نہ انبیا کہ معصوم اند بلکہ خطا بر ایشان

روا بود اگرچہ خدا تعالی ایشاں را بشرف صحبت پیغمبر ﷺ گرامی کردہ بود بل

یکے از ایشان چون درگناہے افتادے مصر نشدے وزود باحق گردیدے

دبداند کہ مذہب اہل حق آنست کہ بندہ بگناہ کافر نشود و دلیل آن بعد ازین

گفتہ شود و چون کافر نشود ضرورۃ مومن باشد و سب فساق اہل ایمان

روا نیست فکیف صحابہ کہ باری تعالیٰ برعموم ایشان ثنا گفتہ است و رسول ﷺ

بحفظ و حرمت ایشان وصیت فرمودہ واز دقیقہ در ایشان زجر بلیغ کردہ و گفتہ

کہ از اصحاب من چیز ہا پیدا شود کہ ذکر آن نیکو نباشد شما بدان ایشان را بدی

یاد مکنید کہ حق تعالیٰ ببرکت صحبت من آنہا را از ایشان درگزارند و در این

باب احادیث بسیار است۔

تمام مسلمانوں کے لئے لازمی ہے کہ صحابۂ کرام کو بنظر تعظیم دیکھیں اور کسی حال میں بھی ان نفوس قدسیہ کے سلسلے میں زبان درازی نہ کریں کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اس فتنہ سے اُمت کو آگاہ کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ ”میرے صحابہ کے بارے میں اللہ رب العزت سے ڈرو اور انھیں اعتراضات کا نشانہ نہ بناؤ، مجھے اس ذات کی قسم ہے جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے اگر تم احد پہاڑ جتنا سونا خرچ کرو تو بھی اس اجر و ثواب کو نہیں پاؤ گے اور نہ اس کا آدھا جو میرے صحابہ کو حاصل ہے“ شیطان تعصب اور نفس پرستی سے لوگوں کے دلوں میں یہ بات ڈالتا رہتا ہے کہ صحابۂ کرام کی آپس کی مخالفت دین کی وجہ سے۔ رسول اللہ کے بعد ان کی سیرت میں تغیر آ گیا تھا آپس میں جنگ کی، خوں ریزی کی، مسلمانوں کو فتنے میں مبتلا کیا۔

ان کے متعلق پہلے یہ بات ذہن میں راسخ کر لینی چاہیے کہ وہ بہر کیف آدمی تھے فرشتے نہ تھے اور منصبِ نبوت پر بھی فائز نہ تھے کہ گناہوں سے معصوم ہوتے ان سے خطا تو ہوسکتی ہے لیکن رسول اللہ کے شرف صحبت و مجلس کی وجہ سے اس پر اصرار ممکن نہیں جب کبھی ایسا موقع آیا تو حق بات کی وضاحت کے بعد فوراً حق کی طرف مائل ہو گئے اس بارے میں اہل حق کا مذہب بھی یہ ہے کہ بندہ صرف گناہ کرنے سے کافر نہیں ہوتا (اس کی دلیل عنقریب آئے گی) اور اگر کافر نہیں ہوتا تو لازماً مومن ہوگا تو مومن فاسق کو بھی سب وشتم کرنا جائز نہیں۔ چہ جائے کہ صحابہ کرام کی برائی کی جائے جن کی اللہ تعالیٰ نے تعریف کی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان کی عزت وحرمت کی وصیت فرمائی ہے اور ان کی عیب جوئی پر سرزنش کی ہے اور فرمایا میرے صحابہ سے کچھ نامناسب چیزوں کا صدور ہوگا لیکن تم لوگ ان پر نکتہ چینی نہ کرنا کیونکہ اللہ تعالیٰ میرے سبب ان کی اس قسم کی باتوں سے درگزر فرمائے گا۔

امام غزالی کا نقطۂ نظر - امام غزالی علیہ الرحمہ کیمیائے سعادت میں اعتقاد کے بیان میں فرماتے ہیں:

پس بآخر ہمہ رسول مارا ﷺ بخلق فرستاد و نبوت وی بدرجہ کمال رسانید کہ ہیچ زیادت را بآں راہ نبو و باین است اورا خاتم انبیا کرد کہ بعد از وی ہیچ پیغمبر نباشد و ہمہ خلق را از جن وانس بمتابعت او فرمود و اورا ہمہ سید پیغمبران گردانید و یاران واصحاب اورا بہترین یاران واصحاب دیگر پیغامبران کرد صلوۃ اللہ علیہم اجمعین۔

اللہ تعالیٰ نے تمام رسولوں کے آخر میں ہمارے نبی ﷺ کو مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمایا اور مقامِ نبوت میں وہ کمال عطا فرمایا جس سے

زیادتی کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور خاتم الانبیاء بنا کر بھیجا جن کے بعد کوئی نبی اور رسول نہیں آ سکتا۔ تمام جنّ وانس کو آپ کی اطاعت ومطابعت کا حکم دیا گیا اور تمام نبیوں کا سردار بنایا گیا اور دوسرے انبیاء کرام کے صحابہ سے بہتر صحابہ عطا فرمائے گئے۔

عمر بن عبدالعزیز کا خواب - نیز امام غزالی علیہ الرحمہ کیمیائے سعادت میں احوال مردماں کے بیان میں لکھتے ہیں کہ:

عمر بن عبدالعزیز میگوید رسول ﷺ را بخواب دیدم با ابوبکر وعمر نشستہ چون بایشان نشستم ناگاہ علی ومعاویہ را بیاوردند ودرخانہ فرستادند ودر بستند در وقت علی را دیدم کہ بیرون آمد وگفت **قضیٰ لی و رب الکعبۃ** یعنی کہ حق مرا نہادند پس بزودی معاویہ بیرون آمد وگفت **غفر لی و رب الکعبۃ** مرا نیز عفو کردند و بیامرزیدند۔

عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر وحضرت عمر رضی اللہ عنہما آپ کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں اس محفل میں حاضر ہی ہوا تھا کہ حضرت علی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہما دونوں آئے اور ایک مکان میں چلے گئے۔ تھوڑی دیر بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ باہر آئے اور فرمایا **قُضِیَ لِیُ وَرَبِّ الکعبۃ** (واللہ میرا حق ثابت ہو گیا) پھر حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ باہر آئے اور فرمایا **غُفِرَلِیُ وَرَبِّ الکَعْبۃ** (ربّ کعبہ کی قسم مجھے معاف کر دیا گیا)۔

خلاصۂ کلام یہ کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بغاوت میں خطا پر ہونے کے باوجود معذور بلکہ جمہور اہل سنت کے نزدیک خطاء اجتہادی کی وجہ سے ماجور ومثاب ہیں۔ اس باب میں مورخین کی حکایتیں اور قصے بے سروپا ہیں، اگر ان چیزوں کو تسلیم بھی کر لیں تو بھی حضور علیہ السلام کی شرف محفل اور حضور علیہ السلام کے وعدہ کے مطابق صحابۂ کرام کی خطائیں بخشش شدہ اور مغفور ہیں۔

ایک شبہ کا ازالہ - اگر کوئی یہ کہے کہ تحفۂ اثناعشریہ (تصنیف شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ) میں رافضیوں اور اہل سنت کے سلسلہ میں ایک سوال و جواب میں مذکور ہے:

سوال : کہ جب آپ انھیں (حضرت معاویہ کو) باغی ومتغلب سمجھتے ہیں تو ان پر لعنت کیوں نہیں کرتے؟

جواب : اہل سنت و جماعت کے نزدیک مرتکب کبیرہ پر لعنت جائز نہیں اور باغی مرتکب کبیرہ ہے اس لئے اس پر لعنت جائز نہیں۔

اس جواب سے ظاہر ہے کہ شاہ صاحب حضرت معاویہ پر اگرچہ لعنت کو جائز نہیں سمجھتے مگر ان کو مرتکب کبیرہ ضرور سمجھتے ہیں، جب کہ آپ نے ثابت کیا کہ حضرت معاویہ سے خطاء اجتہادی ہوئی تھی۔اس شبہ کا جواب یہ ہے کہ تحفۂ اثناعشریہ میں شاہ صاحب کا تخاطب فرقۂ مخالف سے ہے اس لئے اسے مبنی پر تنزل سمجھا جائے گا ورنہ اس جواب میں جمہور کی مخالفت کے ساتھ ساتھ اپنے والد ماجد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتاب ازالۃ الخفا کی مخالفت بھی لازم آئے گی۔ حالانکہ آپ تحفۂ اثناعشریہ میں اس کتاب کی تعریف کر چکے ہیں مثلاً شاہ ولی اللہ دہلوی اپنی کتاب ازالۃ الخفا میں فرماتے ہیں:

حضرت معاویہ مجتہد مخطی ہیں اور شبہ سے تمسک کی وجہ سے معذور ہیں۔
اس پر قصہ اہل جمل کی طرح میزان شرع میں میں نے بہت واضح دلیل دی ہے۔

اور شیخ احمد سرہندی نے اپنے مکتوبات میں جو قول نقل کیا ہے شاہ عبدالعزیز کا یہ جواب اس کے بھی مخالف ہے۔

مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی نے اپنے مکتوبات میں اس مسئلہ پر تفصیل سے روشنی ڈالی ہے ،مکتوبات جلد ا رمکتوب نمبر ۲۵۱ میں جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اس کی تلخیص ہم یہاں نقل کرتے ہیں، آپ فرماتے ہیں:

رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ بزرگ ہیں اور ان کا ذکر عزت واحترام سے

کرنا چاہیے۔ خطیب حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں ان اللّٰہ اختارنی واختارلی اصحاب واختارنی منھم اصھاراً وانصاراً فمن حفظنی فیھم حفظہٗ اللّٰہ ومن اذانی فیھم اذاہ اللّٰہ (بیشک اللہ تعالیٰ نے مجھے پسند فرمایا اور میرے لئے صحابہ کو پسند کیا انھیں میرے لئے مددگار اور رشتہ داری کے لئے پسند کیا جس نے ان کے بارے میں مجھے محفوظ رکھا اللہ تعالیٰ اُسے محفوظ رکھے گا اور جس نے ان کے بارے میں مجھے اذیت وتکلیف دی اللہ تعالیٰ اُسے اذیت وتکلیف دے گا)۔

اور طبرانی ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا من سب اصحابی فعلیہ لعنۃ اللّٰہ والملائکۃ والنّاس اجمعین (جس نے میرے صحابہ کو برا کہا اس پر اللہ تعالیٰ ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے) ابن عدی حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اِنَّ اَشْرَار اُمَّتِی اَجرَاھُم عَلٰی اَصْحَابِیْ (میری امت کے شریر لوگ وہ ہیں جو میرے صحابہ پر جرأت کریں گے) ان حضرات کے اختلاف کو اچھی چیز پر محمول کرنا چاہیے اور ہوا وہوس پر قیاس نہ کرنا چاہیے کیونکہ ان حضرات کے اختلاف اجتہاد اور تاویل پر مبنی ہیں اور جمہور اہل سنت وجماعت کا یہی مذہب ہے۔

آگے مزید فرماتے ہیں:

یہ بات پیش نظر رہے کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مقابلہ ومقاتلہ کرنے والے خطا پر تھے اور حق حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا چونکہ یہ خطا اجتہادی تھی اس لئے ان حضرات کو ملامت اور ان سے مواخذہ نہیں کیا جا سکتا جیسا کہ شارح مواقف نے آمدی سے نقل کیا ہے کہ اختلاف جمل اور صفین اجتہاد پر مبنی تھا۔ شیخ ابوشکور سالمی نے تمہید میں تصریح کی ہے کہ ”اہل

سنت و جماعت اس پر متفق ہیں کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور ان کے معاونین خطا پر تھے لیکن یہ خطا خطاء اجتہادی تھی''۔ شیخ ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں کہ ''اہل سنت کے معتقدات میں یہ ہے کہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف اجتہاد پر مبنی تھا اور جو شارح مواقف نے لکھا ہے کہ ہمارے بہت سے اصحاب کا قول ہے کہ ''یہ اختلاف اجتہاد پر مبنی نہیں تھا''۔ اس قول میں کون سے اصحاب مراد ہیں (ان کی وضاحت نہیں ہے) اہل سنت کا قول گذشتہ اوراق میں آپ پڑھ چکے ہیں اور علماء اُمت کی کتابیں اس خطا کے خطاء اجتہادی ہونے پر شاہد ہیں، جیسا کہ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ اور قاضی ابوبکر رحمۃ اللہ علیہ نے بھی صراحت کی ہے اسی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے لڑنے والوں کی تضلیل وتفسیق جائز نہیں۔ قاضی عیاض شفا میں فرماتے ہیں کہ ''جو شخص صحابہؓ رسول مثلاً حضرت ابوبکر، حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی، حضرت معاویہ اور حضرت عمرو ابن عاص میں سے کسی ایک پر سب وشتم کرے یا ان کی تضلیل وتکفیر کرے تو اُسے قتل کر دیا جائے اور اگر ائمہ کرام پر سب وشتم کرے تو اُسے سخت ترین سزا دی جائے۔ حضرت علی اور حضرت معاویہ کی طرف سے لڑنے والوں کی تکفیر جائز نہیں جیسا کہ خوارج نے کی اور اسی طرح ان کی تفسیق بھی جائز نہیں جیسا کہ بعض نے کہا ہے اور شارح مواقف نے کہا ہے کہ صحابہ نے ان حضرات کی طرف فسق کی نسبت کی ہے، یہ کیونکر ہوسکتا ہے جبکہ حضرت عائشہ، حضرت طلحہ، حضرتِ زبیر اور دیگر بے شمار صحابہ کرام اس میں شریک تھے بلکہ حضرت زبیر اور حضرت طلحہ جنگ جمل میں شہید ہوئے جبکہ حضرت معاویہ کا واقعہ جس میں انھوں نے تین ہزار لشکر کے ساتھ خروج کیا (اور معرکہ صفین برپا ہوا) بہت بعد کا ہے، ان

حضرات کو فاسق کہنے کی جرأت وہی کر سکتا ہے جس کے دل میں مرض اور باطن میں خبث ہو۔

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں بعض علما نے جو لفظ **جور** استعمال کیا ہے اور کہا ہے **کان اماماً جائراً** اس سے مراد وہ جور نہیں جس کا معنی فسق و ضلالت ہے بلکہ اس سے مراد حضرت علی کی موجودگی میں خلافت کا عدم تحقق ہے اور یہ قول مذہب اہل سنت کے مطابق ہے۔ ارباب استقامت خلاف مقصود الفاظ کے استعمال سے اجتناب کرتے ہیں اور خطاءً اجتہادی سے زیادہ کچھ نہیں کہتے۔ اس سے زیادہ الفاظ جائز بھی کیسے ہو سکتے ہیں کیونکہ امام ابن حجر مکی صواعق محرقہ میں لکھتے ہیں **قد صح انہٗ کان اماماً عادلاً فی حقوق اللّٰہ سبحانہٗ وفی حقوق المسلمین** بیشک وہ حقوق الٰہی اور حقوق مسلمین میں امام عادل تھے۔ (ترجمہ ملخصاً)

مولانا جامی پر اعتراض - حضرت شیخ احمد سرہندی اسی مکتوب میں آگے فرماتے ہیں:

مولانا عبدالرحمٰن جامی علیہ الرحمہ اس خطا کو خطاء منکر سمجھتے ہیں۔ حقیقتاً یہ زیادتی ہے بلکہ خطا پر اضافہ زیادتی ہے اور اس کے بعد مولانا جامی کا یہ فرمانا کہ ''او مستحق لعنت است'' (یعنی وہ لعنت کے مستحق ہیں) بالکل نامناسب ہے اس مقام میں نہ کوئی اشتباہ ہے اور نہ ہی یہ تردید کی جگہ ہے۔ اگر یزید کے بارے میں لکھتے تو اس میں گنجائش تھی لیکن حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں ایسا قول نامناسب ہے۔ ثقہ اسناد سے حدیث میں یہ روایت موجود ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کے بارے میں فرمایا ''اے اللہ انہیں کتاب وحکمت اور حساب کا علم عطا فرما اور عذاب سے محفوظ رکھ، ایک دوسری روایت میں آپ نے

فرمایا ''اے اللہ انھیں ہدایت یافتہ اور ہدایت دینے والا بنا''، آپ ﷺ کی دعا یقیناً مقبول ومنظور بارگاہ خداوندی ہے۔ اصل میں اس مقام پر مولانا جامی سے سہو ونسیان ہوگیا ہے اور وہیں مولانا جامی نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا نام لینے کی بجائے ''آن صحابی دیگر'' (وہ دوسرے صحابی) کے الفاظ استعمال کئے یہ بھی مولانا کی ناخوشی پر دلالت کررہے ہیں رَبَّنَا لَا تُوَاخِذْنَا اِنْ نَسِیْنَا۔ (ترجمہ ملخصاً)

امام شعبی پر اعتراض کا جواب - آگے فرماتے ہیں:

حضرت امام شعبی سے جو کچھ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی مذمت میں منقول ہے اس کے بارے میں حق بات تو یہ ہے کہ انھوں نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی طرف فسق کی نسبت کبھی نہیں کی اور وہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو ہمیشہ اس سے بالاتر سمجھتے رہے۔

ہمارے امام حضرت ابو حنیفہ چونکہ امام شعبی کے شاگرد ہیں اس لئے ہمارے لئے ضروری و لازمی تھا کہ ہم بر تقدیر صدق اس روایت کا ذکر کرتے۔ امام شعبی کے معاصر حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ جو تابعی اور اَعلم علماء مدینہ ہیں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اور حضرت عمرو بن عاص پر سب وشتم کرنے والے کو واجب القتل سمجھتے ہیں۔ اگر یہ حضرات ایسے ہوتے تو امام مالک کیسے ان پر سب وشتم کرنے والے کو واجب القتل سمجھتے۔ اس سے معلوم ہوا کہ آپ اسے کبائر میں شمار کرتے تھے ورنہ حکم قتل نہ لگاتے۔ حضرت امام مالک رحمۃ اللہ علیہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی برائی کو حضرت ابوبکر حضرت عمر اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہما کی برائی کی طرح تصور کرتے تھے چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کسی مذمت و ملامت کے مستحق نہیں ہیں۔ (ترجمہ ملخصاً)

حضرت معاویہ پر تنقید زندیقوں کا کام ہے - اس سلسلہ میں مجدد الف ثانی لکھتے ہیں:

اے برادر! حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ اس میدان میں اکیلے نہیں بلکہ کم و بیش نصف صحابہ کرام آپ کے ساتھ شریک ہیں۔ چنانچہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی معیت میں حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ جنگ کرنے والوں کو اگر کافر و فاسق کہا جائے تو دین متین کے اس حصے سے دستبردار ہونا پڑے گا جو ان حضرات کے ذریعہ ہم تک پہنچا ہے۔ اس کو صرف زندیق ہی جائز قرار دے سکتے ہیں جن کا مقصد دین مبین کا ابطال ہوتا ہے۔

اے برادر! اس فتنہ کا منشا قاتلین عثمان سے قصاص لینا تھا۔ سب سے پہلے مدینہ منورہ سے حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ اور حضرت زبیر رضی اللہ عنہ میدان میں آئے اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ان حضرات کی موافقت و معاونت کی۔ جنگ جمل حضرت علی اور ان حضرات کے مابین ہوئی اور تیرہ ہزار آدمی شہید ہوئے۔ حضرت طلحہ اور حضرت زبیر جو کہ عشرۂ مبشرہ میں سے تھے اسی جنگ میں شہید ہوئے۔ اس جنگ کا سبب قاتلین عثمان سے قصاص میں تاخیر کرنا تھا۔ اس کے بعد حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ بھی اس گروہ میں شامل ہو گئے اور معرکہ صفین برپا ہوا۔

حضرت امام غزالی نے اس بات کی تصریح کی ہے کہ یہ اختلاف حق خلافت میں نہیں تھا بلکہ حضرت علی سے مطالبۂ قصاص تھا۔ امام ابن حجر مکی نے بھی اس قول کو اہل سنت کے معتقدات میں شمار کیا ہے۔

حضرت شیخ ابوالشکور سالمی نے مندرجہ بالا قول سے اختلاف کیا ہے، مجدد صاحب نے ان کی عبارت نقل کی ہے، شیخ ابوالشکور سالمی فرماتے ہیں:

حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ سے اختلاف مسئلہ

خلافت میں تھا کیونکہ حضور علیہ السلام نے حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا اذا ملکت النّاس فارفق بھم. (جب تو لوگوں پر حاکم ہو جائے تو نرمی سے پیش آنا)۔ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ میں اسی وقت سے خلافت کی امید پیدا ہوگئی تھی لیکن اس اجتہاد میں خطا وار تھے اور حضرت علی حق پر تھے کیونکہ ان کی خلافت کا وقت حضرت علی کے بعد تھا۔

امام غزالی اور ابوشکور سالمی کے ان دونوں مختلف اقوال میں تطبیق دیتے ہوئے حضرت شیخ احمد سرہندی فرماتے ہیں:

ان دونوں اقوال میں تطابق و توافق اس طرح ہوگا کہ ابتدا میں منشاء اختلاف تاخیر قصاص تھا۔ بعد ازیں خلافت کی امید پیدا ہوئی (اور خلافت کے حصول میں جنگ ہونے لگی) بہر صورت یہ اجتہادی مسئلہ تھا اگر خطا وار ہیں تو ایک درجہ ثواب اور اگر حق پر ہیں تو دو درجے ثواب بلکہ دس درجے ثواب ملے گا۔

مشاجراتِ صحابہ میں سکوت کا حکم – مشاجرات صحابہ میں سکوت کا حکم کرتے ہوئے مجدد صاحب اسی مکتوب میں آگے فرماتے ہیں:

اے برادر! اس سلسلے میں سب سے اچھی چیز یہی ہے کہ مشاجرات صحابہ میں سکوت اختیار کیا جائے کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ان کے آپس کے اختلاف میں پڑنے سے منع فرمایا ہے۔ حدیث میں ہے کہ اِیَّاکُم وَمَا شَجَرَ بَیْنَ اَصْحَابِیْ (میرے صحابہ کے آپس کے اختلاف میں خاموش رہو) اور فرمایا "جب میرے صحابہ کا ذکر ہو تو زبان قابو میں رکھو"۔ فرمایا "میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، میرے صحابہ کے بارے میں اللہ سے ڈرو، انھیں اعتراضات کا نشانہ نہ بناؤ"۔ امام شافعی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں اور یہی بات حضرت عمر بن عبدالعزیز سے منقول ہے کہ "اس خون سے اللہ نے ہمارے ہاتھوں کو پاک رکھا تو ہماری زبانوں کو بھی (ان حضرات کی بدگوئی) سے پاک رہنا چاہیے"، اِس عبارت سے یہ مفہوم

ہو رہا ہے کہ ہمیں ان کی خطا کو زبان پر نہیں لانا چاہیے اور ان کا ذکر ہمیشہ اچھائی سے کرنا چاہیے۔

لعنتِ یزید - اسی مکتوب میں لعنت یزید کے سلسلہ میں فرماتے ہیں:

البتہ یزید فاسقوں کے گروہ میں شامل ہے اس کی لعنت میں توقف اور سکوت اس لئے ہے کہ اہل سنت و جماعت کے ہاں یہ قاعدہ ہے کہ شخص معین اگر چہ کافر ہی کیوں نہ ہو اس پر لعنت جائز نہیں اِلّا یہ کہ اس کے خاتمہ بالکفر کا یقین ہو جیسا کہ ابولہب اور اس کی بیوی ہیں۔ اہل سنت کے سکوت کے یہ معنی ہرگز نہیں کہ وہ مستحق لعنت نہیں بلکہ اس کا ملعون ہونا آیۃ کریمہ **ان الذین یوذون اللّٰہ ورسولہ لعنھم اللّٰہ** (بیشک وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کو ایذا پہنچاتے ہیں ان پر اللہ کی لعنت ہے) سے ثابت ہے۔

آخری گذارش - مکتوب کا اختتام کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

اس دور میں اکثر لوگوں نے خلافت و امامت میں بحث شروع کی ہوئی ہے اور صحابہ کرام علیہم الرضوان کی مخالفت کو اپنا نصب العین بنایا ہوا ہے۔ جہلا مؤرخین اور مردگانِ اہل بدعت کی تقلید میں صحابہ کرام کو نازیبا الفاظ سے یاد کرتے ہیں اور ان نفوسِ قدسیہ کی طرف نامناسب باتیں منسوب کرتے ہیں۔ چنانچہ میں نے عوام کی ضرورت اور خیر خواہی کے پیش نظر اپنے علم کے مطابق جو کچھ جانتا تھا سپرد قرطاس کر کے دوستوں اور عزیزوں کو ارسال کیا کیونکہ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے فرمایا **اذا ظھرت الفتن اوقال البدع و سبت اصحابی فلیظھر العالم علمہ فمن لم یفعل ذلک فعلیہ لعنۃ اللّٰہ والملائکۃ والناس اجمعین لا یقبل اللّٰہ حرفا ولا عدلا.** (جب فتنے ظاہر ہوں یا بدعت کا رواج ہونے لگے اور میرے صحابہ پر دشنام طرازی ہونے لگے پس عالم کو چاہیے کہ اپنے علم کو ظاہر کرے ورنہ اس پر اللہ تعالیٰ فرشتوں اور تمام انسانوں کی

لعنت سے نہ ان کے نوافل اور نہ فرض قبول کئے جائیں گے) چنانچہ اہل سنت و جماعت کے معتقدات کو مدار اعتقاد بنانا چاہیے اور زید وعمرو کی باتوں پر کان نہیں دھرنا چاہیے۔ من گھڑت افسانوں کو مدار اعتقاد بنانا اپنے آپ کو ضائع کرنا ہے صرف گروہ ناجیہ کی تقلید ضروری ہے جس پر نجات کا مدار ہے اس کے علاوہ امید نجات کہیں بھی وابستہ نہیں کی جاسکتی۔

والسلام علیکم وعلی سائر من اتبع الھدیٰ والتزم متابعة المصطفٰی علیه وعلٰی آله الصلوٰۃ والسلام. (ترجمہ ملخصاً)

سردست اپنے ائمہ کرام کی کتابوں کے حوالوں سے یہ مختصر رسالہ پیش کررہا ہوں اگر چہ اس کے علاوہ دوسری عبارتیں بھی ہیں لیکن ہم نے اپنے ائمہ کرام کی عبارات کو کافی سمجھتے ہوئے دوسری عبارتوں کا تذکرہ نہیں کیا۔

یہ پوری بحث جنگ جمل وصفین کے شرکا کے بارے میں ہے جن کے سربراہ حضرات صحابہ کرام تھے لیکن جنگ نہروان کے شرکاء جو کہ محققین کے قول کے مطابق نہ صحابہ کرام تھے اور نہ وہ مجتہد تھے بایں ہمہ حضرت علی کے لشکر سے علیحدہ ہو لئے اور خوامخواہ آپ کی تکفیر کی ایسے لوگ فاسق ہیں البتہ ان کے کفر میں اختلاف ہے تاہم عدم تکفیر کا قول راجح ہے۔ صحیح روایات کے مطابق خود حضرت علی نے ان کی تکفیر سے انکار کیا ہے جیسا کہ امام قسطلانی نے ارشاد الساری شرح بخاری، امام نووی نے شرح صحیح مسلم، ملا علی قاری نے مرقات شرح مشکوٰۃ، اور امام ابن ہمام نے فتح القدیر میں اور دوسرے علماء نے اپنی اپنی کتابوں میں اس بات کی تحقیق کی ہے ہم نے بخوف طوالت ان کتابوں کی عبارتیں نقل نہیں کی ہیں۔ مزید تحقیق کے طالب ان کتابوں کی طرف رجوع کریں۔

فقط

عبدالقادر محبّ رسول

ابن مولانا فضل رسول قادری بدایونی کان اللہ لہما

تصدیقات علماء بدایوں

(۱) الجواب صحیح : نوراحمد قادری

(۲) صح الجواب : محمد سراج الحق عفی عنہ

(۳) ماحررہ المجیب المصیب فہو مقرون بالصواب : محمد فصیح الدین قادری

(۴) جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا. العبد المہین محمد جمیل الدین احمد قادری

(۵) اصاب المجیب : محبّ احمد قادری

(۶) الجواب صحیح : محمد فضل المجید القادری

(۷) الجواب صحیح : محمد سدید الدین احمد

حافظ غلام حسین گلشن آبادی نے حضرت تاج الفحول کی خدمت میں ایک طویل خط بعض مسائل کے متعلق لکھا تھا۔ حضرت تاج الفحول نے خط کا جواب تحریر کیا۔ بعد میں یہ خط و کتابت حافظ صاحب مذکور نے اپنی کتاب ''تنبیہ ملحدین اشرار'' (مطبع گلزار حسنی بمبئی ۷۷-۱۸۷۶ء) میں شائع کر دی۔ موضوع کی مناسبت سے اس خط کا سوال و جواب والا حصہ شائع کیا جا رہا ہے۔ باقی خط بخوفِ طوالت حذف کر دیا گیا ہے۔ (اسید الحق)

سوال اوّل : جو شخص باوجود کلمہ گوئی اسلام اور صلوٰۃ اِلی الکعبہ کے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو حضرات انبیا کرام مثلاً حضرت ابراہیم یا حضرت موسیٰ و حضرت عیسیٰ علی نبینا وعلیہم الصلوٰۃ والسلام پر مرتبہ تقرب باطنی و کرامت اخروی میں عنداللہ تفضیل دے اس کا کیا حکم ہے؟

سوال دوم : حضرت شیخین کی تفضیل حضرت علی پر حق ہے یا بالعکس اور تفضیل شیخین سے کیا مراد ہے؟ زیادت تقرب الٰہی و مرتبہ اخروی ہے یا زیادت دنیوی و تقدم فی الخلافت و بس؟

سوال سوم : خوارج کے کفر میں اہل سنت کا اختلاف ہے یا وہ بالاجماع کافر ہیں؟

سوال چہارم : روافض تبرائی اور خوارج کا ایک حکم ہے یا ان دونوں فرقوں میں کچھ فرق ہے؟ جو شخص خوارج کو کافر و مرتد کہے مگر روافض تبرائی کو کافر و مرتد نہ جانے اور مصاہرت ان سے جائز بتائے وہ کیسا ہے؟

سوال پنجم : یزید کے بارے میں اہل سنت کا کیا مذہب ہے؟ اس پر لعنت کرنے کا کیا حکم ہے؟

مکتوب گرامی حضرت تاج الفحول

مولوی صاحب، کرم فرمائے غائبانہ زادِ لطفہم، بعد سلام آپ کے سوالات کا جواب مطابق اپنے عقیدے کے جو موافق سلف صالحین کے ہے لکھتا ہوں:

الجواب - اوّل : تفضیل دینے والا حضرت علی کرم اللہ وجہ کو کسی نبی پر حضرات انبیاء کرام سے گو کلمۂ شہادت پڑھے اور نماز ہمارے قبلہ کی طرف پڑھا کرے وہ قطعاً کافر و مرتد ہے کیونکہ افضلیت نبی غیر نبی سے ضروریات دین سید المرسلین میں داخل ہے۔

دوم : تفضیل شیخین کی حضرت جناب مرتضوی اور جملہ اہل بیت وصحابہ وتمام امت پر حق ہے جو اس کا منکر ہے وہ گمراہ ہے اور مراد تفضیل سے اکرمیت عنداللہ و زیادت تقرب باطن و کثرت ثواب اخروی میں ہے نہ صرف امور دنیویہ مثل منصب خلافت وحکومت کے۔

سوم : خوارج کے کفر میں اختلاف ہے۔ اکثر متقدمین کے نزدیک کافر نہیں ہیں اور اکثر متاخرین کے نزدیک کافر ہیں۔ پس خوارج کو مسلمان کہنے والے جو ایک گروہِ ائمہ دین سے ہیں ان کو گمراہ اور دشمنِ اہل بیت کہنا رفض وشیعیت ہے۔

چھارم : جن علماء کے نزدیک خوارج کافر ہیں ان کے نزدیک رافضی تبرائی بھی کافر ہیں اور اسی پر فتویٰ ہے متاخرین محققین کا پس جو خوارج کو تو کافر مانے اور روافض کو کافر نہ کہے اور ان سے مصاہرت ومناکحت جائز بتائے وہ بیشک رافضی ہے کہ تفرقہ کی کوئی وجہ نہیں ہے اگر بغض ولعن وتکفیر اہل بیت کفر ہے تو بغض ولعن وتکفیر شیخین بھی کفر ہے۔ اس میں فرق نہ کرے گا مگر وہ شخص جو ظاہر میں سنی اور باطن میں رافضی ہے۔

پنجم : یزید کے بارے میں اکابر اہل سنت کا اختلاف ہے۔ محققین اہل حق کے نزدیک حکمِ کفر ثابت نہیں اور لعنت ممنوع محتاطین کے نزدیک احوط واسلم توقف ہے اور یہی میرے نزدیک بہتر ہے اور جو شخص جواز لعنت وحکم کفر کو اجماعی اہلِ حق کا ٹھہراتا ہے اور ائمہ مانعین ومتوقفین کو دشمنِ اہل بیت کرام کہتا ہے وہ رافضی ہے۔

فقط

فقیر عبدالقادر

بسلسلۂ جشنِ زرّیں

مطبوعات تاج الفحول اکیڈمی بدایوں

۱۔ احقاق حق (فارسی)
سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی — ترجمہ وتخریج، تحقیق: مولانا اسید الحق قادری

۲۔ عقیدۂ شفاعت کتاب وسنت کی روشنی میں
سیدنا شاہ فضل رسول قادری بدایونی — تسہیل وتخریج: مولانا اسید الحق قادری

۳۔ سنت مصافحہ (عربی)
تاج الفحول مولانا شاہ عبدالقادر قادری بدایونی — ترجمہ وتخریج: مولانا اسید الحق قادری

۴۔ الکلام السدید (عربی)
تاج الفحول مولانا عبدالقادر قادری بدایونی — ترجمہ: مولانا اسید الحق قادری

۵۔ طوالع الانوار (تذکرۂ فضل رسول)
مولانا انوار الحق عثمانی بدایونی — تسہیل وترتیب: مولانا اسید الحق قادری

۶۔ مردے سنتے ہیں
مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی، — ترتیب وتخریج: مولانا دلشاد احمد قادری

۷۔ مضامین شہید
مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی — ترتیب وتخریج: صاحبزادہ مولانا عطیف قادری بدایونی

۸۔ ملت اسلامیہ کا ماضی حال مستقبل
مولانا عبدالقیوم شہید قادری بدایونی — ترتیب وتقدیم: مولانا اسید الحق قادری

۹۔ عرس کی شرعی حیثیت
مولانا عبدالماجد قادری بدایونی — ترتیب وتخریج: مولانا دلشاد احمد قادری

۱۰۔ فلاح دارین
مولانا عبدالماجد قادری بدایونی، — ترتیب وتخریج: مولانا دلشاد احمد قادری

۱۱۔ خطبات صدارت
عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی — ترتیب وتقدیم: مولانا اسید الحق قادری

۱۲۔ مثنوی غوثیہ
عاشق الرسول مولانا عبدالقدیر قادری بدایونی — ترتیب وتقدیم: مولانا اسید الحق قادری

۱۳۔ عقائد اھل سنت

مولانا محمد عبد الحامد قادری بدایونی — تخریج وتحقیق: مولانا دلشاد احمد قادری

۱۴۔ دعوت عمل مولانا محمد عبد الحامد قادری بدایونی

۱۵۔ احکام قبور

مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی — تخریج وتحقیق: مولانا دلشاد احمد قادری

۱۶۔ ریاض القرأت

مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی — ترتیب: قاری شان رضا قادری

۱۷۔ تذکار محبوب

(تذکرۂ عاشق الرسول مولانا عبد القدیر قادری بدایونی)

مولانا عبد الرحیم قادری بدایونی

۱۸۔ مدینے میں (مجموعۂ کلام) تاجدارِ اہل سنت حضرت شیخ عبد الحمید محمد سالم قادری بدایونی

۱۹۔ مولانا فیض احمد بدایونی

پروفیسر محمد ایوب قادری، — تقدیم وترتیب: مولانا اسید الحق قادری

۲۰۔ قرآن کریم کی سائنسی تفسیر ایک تنقیدی مطالعہ مولانا اسید الحق قادری

۲۱۔ حدیث افتراق امت تحقیقی مطالعہ کی روشنی میں مولانا اسید الحق قادری

۲۲۔ احادیث قدسیه — مولانا اسید الحق قادری

۲۳۔ تذکرۂ ماجد — مولانا اسید الحق قادری

۲۴۔ عقیدۂ شفاعت (ہندی) — سیدنا شاہ فضل رسول قادری

۲۵۔ عقیدۂ شفاعت (گجراتی) — سیدنا شاہ فضل رسول قادری

۲۶۔ دعوتِ عمل (گجراتی) — مولانا عبد الحامد قادری بدایونی

۲۷۔ احکام قبور (تمل) — مفتی محمد ابراہیم قادری بدایونی

۲۸۔ معراجِ تخیل (ہندی) (مجموعۂ نعت ومناقب)

تاجدارِ اہل سنت حضرت شیخ عبد الحمید محمد سالم قادری بدایونی

۲۹۔ مولانا فیض احمد بدایونی اور جنگ آزادی ۱۸۵۷ء (ہندی)

محمد تنویر خان قادری بدایونی

۳۰۔ سیرت مصطفیٰ (ﷺ) **کی جھلکیاں** (ہندی) محمد تنویر خان قادری بدایونی